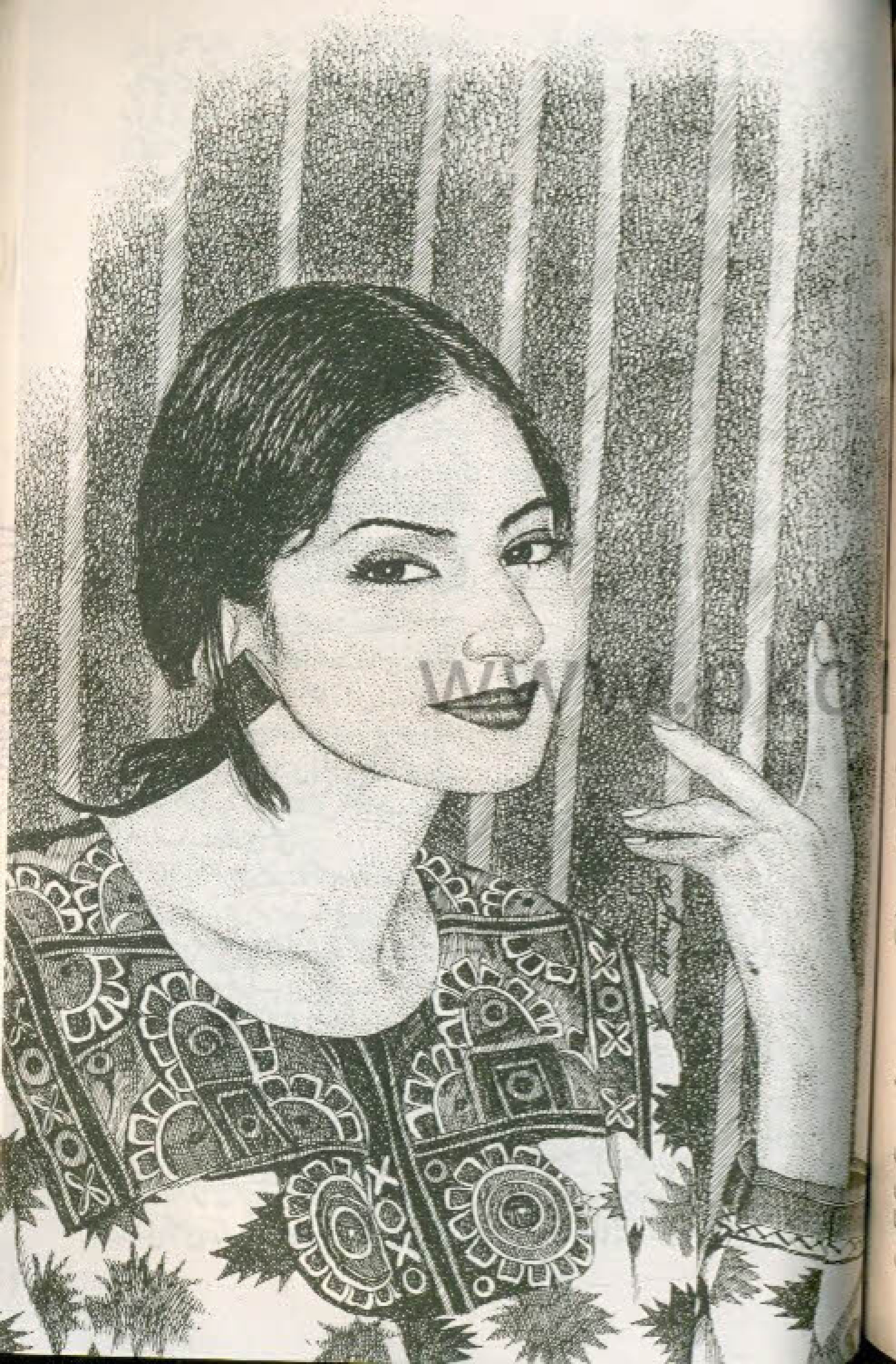

نازیہ کنول نازی

تو ہی محبت میرا

حجلۂ عروسی میں بیٹھی وہ اپنی چوڑیوں سے کھیل رہی تھی جب اس کے کمرے کا دروازہ ہلکے سے کھلا اور اگلے ہی پل خضر حیات خوشبوؤں میں مہکا کمرے کے اندر چلا آیا۔ اس کی آہٹ پا کر وہ اپنی جگہ پر مزید سمٹ کر بیٹھ گئی۔

آج جو دن قدرت نے اسے دکھایا تھا وہ اس دن کے لیے زیادہ پر امید نہیں تھی۔ دل کی ہلچل ایک دم سے بڑھی، جب خضر کوٹ اتار کر قریبی صوفے پر رکھتے ہوئے اس کے پاس بیڈ پر آ بیٹھا۔ پُرشوق نگاہوں میں سرشاری اور جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تحریم کو خود

مکمل ناول

میں سمٹنے پر مجبور کر گیا۔

"السلام علیکم۔" اس کے بہت قریب بیڈ پر بیٹھتے ہوئے وہ بولا تو تحریم کی نگاہیں مزید جھک گئیں۔

"وعلیکم السلام۔" بظاہر پُراعتماد ہونے کے باوجود اس کی آواز میں کپکپاہٹ تھی۔ خضر مسکرا دیا۔

"میں لیٹ تو نہیں ہوا نا؟" اس کی مقناطیسی نگاہوں کی کشش نے تحریم کی دھڑکنوں کو مزید اتھل پتھل کر دیا تھا۔ تاہم اس نے اس کا سوال قطعی نہ سمجھتے ہوئے پل دو پل کو سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔

"انگلینڈ سے واپسی کی بات کر رہا ہوں، تم کیا سمجھیں۔۔۔؟ میں کمرے میں لیٹ آنے کی بات کر رہا ہوں؟" وہ خوش تھا بے تحاشا خوش، تحریم دھیرے سے مسکرا کر نفی میں سر ہلاتی پھر سے نظر جھکا گئی۔

"دیکھا تحریم، جذبے اگر سچے ہوں تو منزل مل ہی جایا کرتی ہے، کون سمجھ سکتا تھا کہ میں تمہیں خود سے منسوب کروا لوں گا، مما کو جیسے میں نے راضی کیا ہے، میں ہی جانتا ہوں ہم بھی خوش ہو نا۔۔۔؟"

بائیں ہاتھ سے اس کے دونوں ہاتھ تھام کر اس نے اپنا دایاں ہاتھ تحریم کے خوب صورت گال پر رکھ دیا تھا۔ جس کی سانسیں اب اس کی اس درجہ قربت پر سینے میں اٹکنے لگی تھیں۔ تاہم اس نے اپنا سر آہستہ سے اثبات میں ہلایا تھا۔ جس پر خضر بے خود ہوتے ہوئے اس کے مزید قریب ہو گیا۔

"آئی ایم سو ہیپی تحریم تم سوچ بھی نہیں سکتیں کہ آج میں کتنا خوش ہوں، مجھے یوں لگتا ہے جیسے دنیا کی ہر نعمت میرے ہاتھوں میں سمٹ آئی ہو جیسے۔۔۔" دلفریب پرفیوم کی خوشبو کے ساتھ ساتھ اس کی قربت اور جذبات کی تپش نے اس کے چہرے کی حدت کو بڑھا دیا تھا۔ اسے کھل کر سانس لینے میں دشواری محسوس ہونے لگی۔

"تحریم۔۔۔" اس کی گھبراہٹ کو محسوس کر کے خضر نے اپنی آواز کو مزید بوجھل کیا تھا وہ بمشکل پلکیں اٹھا سکی۔

"جی۔۔۔"

"تم خوش ہو نا۔۔۔؟" وہ بے خود ہو رہا تھا۔

"جی۔۔۔" اس کے جی کہنے کی دیر تھی کہ اس نے اس کا مومی ہاتھ تھام کر فوراً لبوں سے لگا لیا۔

"تھینکس۔۔۔ تم میری زندگی میں آنے والی پہلی اور آخری لڑکی ہو تحریم، میری طرف سے تمہیں کبھی شکایت کا موقع نہیں ملے گا، ہاں تمہیں اس گھر میں اپنا مقام بنانے کے لیے بہت محنت کرنی پڑے گی، تمہیں

پتا ہے نا' مما اس رشتے کے لیے آخری وقت تک راضی نہیں تھیں' اگر تم اپنی محبت سے ان کا دل جیت لو گی تو پھر یہ گھر تمہارے لیے کسی جنت سے کم نہیں ہو گا۔" بہت رسان سے وہ اسے سمجھا رہا تھا۔

تحریم سر جھکائے اس کی ہر بات کو خوب توجہ سے سنتی اور سمجھتی رہی۔ یہ تو وہ بھی جانتی تھی کہ خضر کی مما نے ہر ممکن کوشش کی تھی' خضر کو اس سے دور کرنے کی' مگر وہ اپنی دھن کا پکا نکلا تھا اور محبت کا میدان مار کر ہی دم لیا تھا۔ اس کی محبت میں اتنی شدت تھی کہ بے ساختہ اسے اپنے نصیب پر رشک آنے لگا تھا۔

☼ ☼ ☼

وہ گرمیوں کی ایک جلتی سلگتی دوپہر تھی' جب پہلی بار خضر حیات سیال کے ساتھ اس کا پہلا ٹکراؤ ہوا تھا۔ وہ کالج سے لوٹی تھی اور گرمی کی شدت کے سبب نڈھال ہو کر اپنی دوست امبر کے ساتھ اس کے گھر چلی آئی تھی' کیونکہ اس کا گھر کالج سے قریب تھا۔

لاؤنج میں اے سی کی ٹھنڈک نے اس کے شکستہ اعصاب کو قدرے سکون بخشا تو اس نے امبر کے ساتھ گپیں لڑاتے اس کے شوخ و شریر کزن خضر حیات کو توجہ سے دیکھا' جو اسی کو اپنی گفتگو کا محور بنائے ہوئے تھا' امبر اپنے کزن سے اس کا تعارف کروا چکی تھی اور اب اسے بتا رہی تھی۔

"تحریم' یہ خضر ہیں میرے پھپھو زاد اور رضاعی بھائی' انگلینڈ میں ہوتے ہیں موصوف' اس بار پتا نہیں کیسے اتنے گرم موسم میں پاکستان کی یاد کھینچ لائی انہیں' دوسری بار ہمارے گھر آئے ہیں جناب۔" امبر کا انداز خاصا جولی تھا۔ وہ نارمل انداز میں سر ہلا کر سلام کر گئی۔

"وعلیکم السلام' جیتی رہیے۔" خضر حیات کے انداز میں شوخی تھی۔ وہ مزید کچھ بھی بولنے کی جسارت نہ کر سکی۔

اگلی بار پورے ایک ہفتے کے بعد اس کا اس شخص سے سامنا ہوا تھا' وہ بھی بڑے غیر متوقع انداز سے۔ سنڈے کی چھٹی کے باعث اس روز وہ اپنی بھابھی کے ساتھ مارکیٹ آئی تھی۔ بھابھی کو کوئی ناول درکار تھا' لہٰذا وہ شہر کی سب سے بڑی بک شاپ میں گھس آئیں اور یہیں خضر حیات نے جو خود بھی شاعری کی کچھ کتابیں خرید رہا تھا' اسے دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا تھا۔

"السلام علیکم۔" پہلی نگاہ اس کی پڑی تھی' لہٰذا کتابیں چھوڑ کر وہ اس کی طرف لپک آیا۔ تحریم نے چونک کر اس کی طرف نگاہ کی تھی۔ وہ بھی اسے پہچان گئی تھی' مگر اس کا مخاطب کرنا اس کی سمجھ سے باہر تھا۔ بھابھی اپنے ناول کے لیے دکاندار کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھیں۔

"آپ اس روز کے بعد دوبارہ نہیں آئیں۔" اس کی آنکھوں میں عجیب سی کشش تھی۔ تحریم نے اس کے الفاظ پر ایک نظر اس کی طرف دیکھا اور دوسری نظر پیچھے پلٹ کر دکاندار کے ساتھ الجھتی اپنی بھابھی پر ڈالی۔ صد شکر کہ وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھیں' وگرنہ بات کا بتنگڑ بننے میں ایک پل نہیں لگتا۔

"اوں گی' ابھی میں اپنی بھابھی کے ساتھ ہوں۔" اس کے چہرے پر گھبراہٹ کے آثار پیدا ہوتے تھے' خضر حیات کو بے حد لطف آیا۔

"تو کیا ہوا' ہم تو صرف باتیں کر رہے ہیں۔" وہ جان بوجھ کر اسے تنگ کرنے کے لیے اس کی راہ روکے کھڑا تھا۔ تحریم کی سمجھ میں نہ آیا وہ اس سے کیا کہے۔

"میں باتیں نہیں کر سکتی آپ کے ساتھ۔"

اس بار قدرے درشتگی سے کہہ کر وہ اس کی سائیڈ سے نکلتے ہوئے اپنی بھابھی کے برابر میں جا کھڑی ہوئی۔

اس کی ہتھیلیاں پسینے سے نم ہو رہی تھیں' بچپن سے اس نے ہر قدم بہت پھونک پھونک کر رکھا تھا۔ ماں کی اچانک رحلت کے بعد وہ ایک دم سے بہت بڑی ہو گئی تھی۔ مزاج میں نخرے کی جگہ عاجزی نے لے لی تھی' پٹر پٹر بلا تکان بولتی زبان چپ کی بکل مار کر اب صرف ضرورت کے وقت ہی چلتی تھی۔

اس کے ابا کی کپڑے کی دکان تھی اور دونوں بھائی اب وہی دکان سنبھال رہے تھے۔ وہ اپنے ابا کی تیسری اور آخری اولاد تھی' اور لماں کے زندہ رہنے تک بے حد لاڈلی تھی' لماں کے بعد اسے زندگی کے تلخ مسائل کا سامنا صحیح معنوں میں کرنا پڑا تھا۔ اس کی دونوں بھابھیوں اور بھائیوں کے مزاج بدلنے میں بہت کم دن لگے تھے۔ اس کی ہر چھوٹی سے چھوٹی بات پر نکتہ چینی کرنا ان دونوں نے جیسے اپنا نصب العین بنا لیا تھا۔

اب تک وہ اپنے باپ کے دم پر پڑھ رہی تھی' کیونکہ اس کے ابا کا گھر پر کافی رعب تھا' وگرنہ اس کی بھابھیوں کا تو بس نہیں چلتا تھا کہ وہ ایک دن سے پہلے اس کی تعلیم چھڑا کر اسے گھر بٹھا لیں اور سارے کام کا بوجھ اس کے ناتواں کندھوں پر ڈال دیں۔ اچھے نمبروں سے انٹر کلیئر کرنے کے بعد وہ اب تھرڈ ایئر میں تھی۔ بھابھیوں کی ہاں میں ہاں ملانے کے باعث اب تک گھر کا ماحول قدرے پر سکون تھا۔ لہٰذا راوی چین ہی چین لکھ رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

اس روز کالج سے پورے تین دن کی غیر حاضری کے باعث وہ امبر کا حال احوال دریافت کرنے اس کی طرف آگئی تھی۔ کیونکہ کلاس میں امبر کے ساتھ ہی اس کی گہری وابستگی تھی' اور اس کے بغیر کلاس میں اس کا دل نہیں لگتا تھا' گھر میں فون تھا نہ اس کے پاس موبائل فون کی سہولت موجود تھی' لہٰذا وہ چاہ کر بھی اس سے اس کی غیر حاضری کا سبب نہ پوچھ سکی۔

کالج سے چھٹی کے بعد وہ اس کی طرف آئی تو اسے اپنے کمرے میں بستر پر پایا۔ تیز بخار میں جلتی وہ اس کی منتظر تھی۔ اس کو دیکھتے ہی امبر کا پارہ ہائی ہو گیا۔

"آگیا میرے گھر کا راستہ یاد۔۔۔؟" علالت میں بھی اس کا مزاج نہیں بدلا تھا۔ وہ بیگ سائیڈ پر رکھ کر اس کے قریب ہی بیٹھ گئی۔

"رستہ تو یاد تھا یار' لیکن مجھے تمہاری بیماری کا نہیں پتا تھا' دوسرا ابا جی کی طبیعت آج کل ٹھیک نہیں رہتی' اس لیے جلد از جلد گھر پہنچنے کی کرتی ہوں' پر اچانک بخار کیوں چڑھا لیا۔۔۔؟"

"میں نے کہاں چڑھایا ہے' خود ہی چڑھ گیا بے چارہ' اب اترنے کا نام ہی نہیں لے رہا۔"

"چلو تمہارے تو مزے آگئے۔" وہ مسکرائی تھی' اسی اثنا میں خضر نے امبر کے کمرے میں قدم رکھا' وہ اس کی دوائیں لے کر شاید سیدھا مارکیٹ سے ہی آرہا تھا۔

"یہ لو تمہاری خوراک' مزید تین دن کا راشن لے آیا ہوں' پھر بھی ٹھیک نہ ہوئیں تو ڈاکٹرز پکڑ کر بڑے بڑے انجکشن ٹھوک دے گا۔"

اس پر سرسری سی نگاہ ڈال کر وہ امبر کی طرف متوجہ ہوا تھا۔ تحریم نے خاموشی اختیار کر لی۔ اس کا خیال تھا وہ دوا رکھ کر کمرے سے نکل جائے گا' مگر وہ وہیں قریبی صوفے پر دھڑ یادے کر بیٹھ گیا۔

"اور مس تحریم' کیسی ہیں آپ۔۔۔؟ ادھر کا چکر لگانا تو جیسے آپ کو یاد ہی نہیں رہتا۔" ایک ٹانگ صوفے پر رکھ کر دوسری زمین پر جماتے ہوئے اس نے اپنا رخ تحریم کی طرف کیا تھا' وہ کنفیوز ہو گئی۔

خواتین ڈائجسٹ
کی طرف سے
بہنوں کے لیے ایک اور ناول
وہ خبطی سی دیوانی سی
آسیہ سلیم قریشی
قیمت --- -/400 روپے
منگوانے کا پتہ
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37- اردو بازار' کراچی۔

www.pkdigest.com

"نہیں۔۔۔ ایسی بات نہیں ہے۔" جانے کیا بات تھی اس شخص کو قریب پاتے ہی اس کی ہتھیلیاں بھیگنے لگتی تھیں۔

"ایسی نہیں تو پھر کیسی بات ہے۔۔۔؟ امبر اتنا مس کررہی تھی آپ کو۔" وہ بات سے بات نکال رہا تھا' تحریم سر اٹھا کر بے بسی سے امبر کو دیکھنے لگی۔

"میں اب چلتی ہوں امبر' ابا پریشان ہورہے ہوں گے۔"

"ارے ابھی تو تم آئی ہو' تھوڑی دیر تو بیٹھو پھر خضر چھوڑ آئے گا۔"

"نہیں' میں کسی اجنبی مرد کے ساتھ نہیں جاسکتی۔" جلد سے جلد فرار کی کوشش میں وہ امبر سے ہاتھ ملا کر اٹھی تھی جب وہ بول پڑا۔

"اجنبی مرد آپ کو کھا تو نہیں جائے گا۔" اب وہ کیا کہتی بس سرسری سی نگاہ ڈال کر وہاں سے نکل آئی۔

☼ ☼ ☼

وہ چھوٹی سی تھی جب امبر سے اس کی دوستی کا آغاز ہوا۔ ایک ہی روڈ پر گھر ہونے کی وجہ سے دونوں اسکول بھی اکٹھی جاتی تھیں۔ ان دنوں وہ نئی نئی چھٹی جماعت میں داخل ہوئی تھیں' جب امبر کی پھپھو کا چھوٹا بیٹا عمر اپنی والدہ کے ساتھ پاکستان چلا آیا۔ وہ عمر میں ان سے دو چار سال بڑا تھا' مگر اپنی شرارتی فطرت اور ملنسار طبیعت کے باعث بہت جلد ان دونوں سے گھل مل گیا تھا۔

اسے تحریم کی آنکھیں اور بال بہت پسند تھے۔ پہلی بار پاکستان آمد پر وہ چند ہفتے ہی رک سکا تھا' تاہم پورے چار سال کے بعد جب وہ میٹرک کے پیپر دے رہی تھیں تو وہ پھر پاکستان آیا تھا۔ اس بار وہ بچہ نہیں' بلکہ ایک بھرپور جوان مرد تھا۔ بچپن کی دوستی کے باوجود تحریم اس بار اس سے فرینک ہونے کی ہمت نہیں کرسکی تھی۔ عمر ہزار کوشش کے باوجود بس دور دور سے ہی اس کا دیدار کرلیتا تھا اور اپنے خالص جذبوں کے بارے میں امبر کو بھی بتا دیا تھا جس پر امبر نے کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

وہ ان دنوں بہت آگے کی نہیں سوچ رہا تھا' تاہم امبر اور تحریم کے کالج جوائن کرنے کے بعد جب اس نے انگلینڈ کا چکر لگایا تو بڑے فرینک انداز میں' خود سے صرف دو سال بڑے خضر سے کہہ بیٹھا۔

"خضر' سنا ہے اس بار گرمیوں میں تم ماموں کی محبت میں پاکستان جارہے ہو۔۔۔؟"

"ہاں کیوں اس بار پھر تم جانا چاہ رہے ہو کیا۔۔۔؟"

"نہیں' میرے ایگزیم ہونے والے ہیں تم ہی جاؤ اور جاکر ذرا امبر کی دوست تحریم پر توجہ کرنا' سنا ہے بہت اچھی لڑکی ہے۔"

"تو۔۔۔؟" اس نے نظریں اٹھا کر خاصے مشکوک مگر شرارتی انداز میں اس کی طرف دیکھا تھا جب وہ بولا۔

"تو یہ کہ کتنا اچھا ہو اگر مما اسے اپنی بہو بنالیں' وہ ہمارے فیملی ممبر کی حیثیت سے یہاں ہمارے گھر آجائے۔"

اس نے اپنے لیے کہا تھا' مگر خضر اس کے اندر کا کہانی نہیں جان سکا' بھی اپنی مرضی کا مطلب نکال کر اگلے دو تین روز میں پاکستان چلا آیا۔

اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ تحریم کے متعلق عمر کے ارادے کیا ہیں' نہ ہی وہ اس سے تفصیل پوچھ سکا تھا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ اس دھان پان سی لڑکی کے نگاہ میں جچنے کے بعد وہ اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے رہا تھا۔ وہ جس ماحول سے آیا تھا وہاں تحریم جیسی معصوم' شرم و حیا کی حامل سیدھی سادی لڑکی کا ملنا خاصا مشکل تھا لہٰذا امبر سے اس کے بارے میں ساری معلومات حاصل کرنے کے بعد وہ اب ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑ گیا تھا۔ بھری گرمیوں کی دوپہر میں' ضد کرکے اب وہ امبر اور تحریم کو خود کالج سے لے کر آتا' جس پر تحریم کی جھجک اور گھبراہٹ اسے بے حد لطف دیتی' اس روز بات کو مزید آگے بڑھانے کے لیے وہ امبر کے ساتھ تحریم کے گھر بھی چلا آیا تھا۔

گھر سے باہر گیٹ کے قریب تحریم کے ابو پودوں کو

پانی دے رہے تھے۔ پائپ ان کے ہاتھ میں تھا اور وہ دھیمے سروں میں کچھ گنگنا رہے تھے۔ خضر نے قدرے فاصلے پر ہی بائیک روک دی تھی۔ امبر تحریم کے ابو' احسان احمد صاحب کو سلام کرتی گھر کے اندر چلی گئی' جبکہ وہ بائیک چھوڑ کر ان سے ہاتھ ملاتے ہوئے ادھر ادھر کے احوال دریافت کرنے لگا۔

اس روز تقریباً پون گھنٹہ حسان صاحب سے گفتگو کے بعد وہ ناصرف ان کی شخصیت اور رکھ رکھاؤ سے بے حد متاثر ہوا تھا' بلکہ ان کی فیملی کے بارے میں جو معلومات ملی تھی اس نے بھی اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کردیا تھا۔

حسان صاحب بھی خضر حیات کی شخصیت سے بے حد متاثر ہوئے تھے۔

اس روز اس نے خود امبر کو بتا تحریم کو انفارم کیے چھٹی کرنے پر مجبور کیا تھا۔ وہ اس کے مقصد سے باخبر نہیں تھی لہٰذا اس کی ضد کو مد نظر رکھتے ہوئے چھٹی کرلی مگر اس شرط پر کہ وہ پہلے تحریم کو اس کی چھٹی سے مطلع کرکے آئے۔ خضر نے ہامی تو بھرلی تھی مگر جان بوجھ کر اس نے تحریم کو امبر کی چھٹی کے متعلق نہیں بتایا۔ کالج سے چھٹی کے وقت وہ اسے بریانی بنانے میں مصروف کرکے خود بہانے سے گھر سے نکل آیا' تحریم کالج خالی ہوجانے کے بعد نہایت مغموم سی اکیلی چلی آرہی تھی۔ جب وہ بائیک پر اس تک پہنچ گیا۔

"چلو بیٹھو۔" بنا سلام دعا کے اس کے قریب بائیک روک کر اس نے یوں حکم دیا تھا گویا وہ روز اس کے ساتھ جاتی ہو۔ وہ ہکا بکا سی اس کی جرأت کو دیکھتی رہ گئی تھی۔

"میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو' امبر نے تمہیں لینے کے لیے بھیجا ہے' آج پہلی دفعہ تو نہیں آیا میں۔" وہ اب "واقعتاً" اس کے گریز سے چڑنے لگا تھا۔ تحریم نے "احتیاطاً" ادھر ادھر دیکھنے کے بعد اس کی طبیعت صاف کرنے کا ارادہ کرلیا۔

"مجھے آپ کے ساتھ نہیں جانا' سنا آپ نے' یہ ہمدردیاں کسی اور کے ساتھ جتائیں جاکر' مجھے آپ کی

بیوٹی بکس کا تیار کردہ
سوہنی ہیئر آئل
SOHNI HAIR OIL

☆ گرتے ہوئے بالوں کو روکتا ہے۔
☆ نئے بال اگاتا ہے۔
☆ بالوں کو مضبوط اور چمکدار بناتا ہے۔
☆ مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے یکساں مفید۔
☆ ہر موسم میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔
سوہنی ہیئر آئل قیمت=/70
12 جڑی بوٹیوں کا مرکب ہے اور اس کی تیاری کے مراحل
لہٰذا یہ تھوڑی مقدار میں تیار ہوتا ہے، یہ بازار میں یا کسی دوسر
دستیاب نہیں، کراچی میں دستی خریدا جاسکتا ہے، ایک بوتل کی قی
=/70 روپے ہے، دوسرے شہر والے منی آرڈر بھیج کر رجسٹرڈ
منگوالیں، رجسٹری سے منگوانے والے منی آرڈر اس حساب سے
1 بوتل کے لئے ---------- =/90 رو
2 بوتلوں کے لئے ---------- =/160
3 بوتلوں کے لئے ---------- =/240
نوٹ: اس میں ڈاک خرچ اور پیکنگ چارجز شامل ہیں
منی آرڈر بھیجنے کے لئے ہمارا پتہ:
بیوٹی بکس 53 اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح
دستی خریدنے والے حضرات سوہنی ہیئر آئل ان جگہوں سے
بیوٹی بکس 53 اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح
مکتبہ عمران ڈائجسٹ، 37 اردو بازار، کراچی
فون نمبر: 2735021

www.pkdigest.com

ان نوازشوں کی ضرورت نہیں ہے۔"

"میں تقریر سننے کے موڈ میں نہیں ہوں' جو کہا ہے وہ کرو۔" وہ تپ گیا تھا۔ تحریم کی حیرانی دوچند ہو گئی۔

"کیوں کروں' اب تک امبر کا کزن ہونے کی وجہ سے میں آپ کا لحاظ کرتی آئی ہوں' میری اس شرافت کو اگر آپ میری کمزوری سمجھ رہے ہیں تو یہ آپ کی بھول ہے۔" اسے بھی غصہ آگیا تھا مگر اس نے پروا نہیں کی۔

"تم بیٹھتی ہو کہ زبردستی اٹھا کر بٹھاؤں تمہیں۔" اب اس کا لہجہ دھمکی آمیز تھا۔ تحریم ڈر گئی۔

"مجھے کسی اجنبی مرد کے ساتھ اکیلے نہیں جانا' سمجھ میں نہیں آتا آپ کو۔" اس نے کہا تھا جواب میں خضر بائیک سے اتر آیا۔

"میرا خیال ہے تم ایسے نہیں مانو گی۔" وہ اسے ہراساں کرنا چاہ رہا تھا اور وہ ہو گئی تھی۔

"میرے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں آپ ہاتھ دھو کر میں نے کیا بگاڑا ہے آپ کا۔"

"بیٹھو' پھر بتاتا ہوں۔" تحریم بے بسی سے لب کچلتی' بالآخر اس کے پیچھے بیٹھ گئی۔

"تھینکس۔" بائیک اسٹارٹ کرنے سے پہلے اس نے جیسے خود سے کہا تھا۔ جبکہ تحریم کی جان یہ سوچ کر سولی پر اٹکی تھی کہ اس کا کوئی جاننے والا اسے اجنبی مرد کے ساتھ نہ دیکھ لے۔

"امبر کو آج میں نے ہی چھٹی کرنے پر مجبور کیا تھا' مقصد صرف یہ تھا کہ اس وقت ہمیں تنہائی میسر آسکے' میں زیادہ لمبی چوڑی تمہید کا قائل نہیں' مختصر بتا رہا ہوں کہ میرے پیرنٹس ایک دو روز میں میری ہی ضد پر پاکستان آرہے ہیں' مما شاید نہ آپائیں لیکن پاپا ضرور آئیں گے' اور ان کے آتے ہی میں انہیں تمہارے گھر بھیجنا چاہتا ہوں' اپنا پرپوزل دے کر' تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے نا۔"

دھیمی رفتار سے بائیک اپنے رستے پر دوڑانے کے بعد اس نے اپنا مدعا بیان کرنے میں ایک لمحہ نہیں لگایا تھا' تحریم اگر اس وقت اس کے ساتھ بائیک پر نہ بیٹھی ہوتی تو ضرور اچھل پڑتی۔

"کیا۔؟ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔" اس کا دل جیسے اچھل کر حلق میں آگیا تھا۔

"اردو میں کہا ہے بی بی فارسی استعمال نہیں کی' تمہاری میرے بارے میں جو بھی رائے ہے' صاف صاف کہہ دو' اگر کسی اور کو پسند کرتی ہو تب بھی بتادو' میں زبردستی کسی بھی تعلق کا قائل نہیں ہوں' لیکن اب تم سے دستبردار ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" عجیب ضدی اور گھمنڈی شخص تھا۔

تحریم کا دل چاہا وہ بائیک سے اتر کر رونا شروع کردے۔ اسے امبر پر بے انتہا غصہ آرہا تھا مگر وہ ضبط سے کام لیتی خاموش بیٹھی رہی' جب وہ بولا۔

"تمہاری خاموشی اگر رضامندی کا سگنل ہے تو میں تمہارا شکر گزار ہوں۔"

"میں رضامند نہیں ہوں۔" بڑی مشکل سے گھٹی گھٹی آواز میں بالآخر وہ بول ہی اٹھی تھی۔

"جس معاشرے سے آپ آئے ہیں وہاں ایسے کھیل تماشوں کو پسند کیا جاتا ہوگا' مگر میری اپنی پسند ہے' اپنے ہمسفر کے لیے مجھے اپنے جیسا ہی سیدھا سادا ایماندار شخص مطلوب ہے' میں شکل اور حیثیت پر مرمٹنے والی نہیں ہوں۔"

امبر کا گھر آگیا تھا' لہٰذا اس نے بائیک روک دی' تحریم کی پیشانی پر چمکتا پسینہ اس کی مکمل توجہ اپنی جانب مبذول کروا گیا تھا۔

"تم سے کس نے کہا میں سیدھا سادا ایماندار نہیں ہوں' یا تم سے شادی کا میرا ارادہ محض کھیل تماشا ہے؟" اب کے اس کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔

تحریم نے بے بسی سے ذرا کی ذرا نگاہ اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا اور پھر جیسے سحر زدہ ہو گئی تھی۔ مقابل کی آنکھوں کی کشش نے اسے چاہتے ہوئے بھی دوبارہ نگاہ جھکانے نہیں دیا تھا۔ کتنے ہی پل یونہی بیت گئے تھے' جب خضر نے ہی کڑکتی دھوپ کا خیال کرتے ہوئے اپنی نگاہوں کا رخ پھیر لیا۔

"چلو اندر جاؤ' میں نے امبر کو فی الحال کچھ بھی نہیں بتایا ہے' تم چاہو تو بتا سکتی ہو۔" دوبارہ بائیک سنبھالتے ہوئے اس نے بھاری لہجے میں کہا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہاں سے رخصت ہو گیا' مگر وہ اگلے کئی لمحوں تک اندر قدم بڑھانے کی سکت خود میں نہیں پاسکی تھی۔ اس رات اس نے پہلی بار رت جگے کا عذاب جھیلا تھا۔

خضر حیات سیال کی آنکھوں کا جادو جب جب یاد آتا' وہ کروٹ بدل کر رہ جاتی' صرف ایک لمحے میں وہ لٹی گئی تھی' بے اختیاری کا وہ پل رہ رہ کر اسے پشیمانی میں مبتلا کر رہا تھا۔ نیند کے ساتھ ساتھ بھوک' پیاس اور قرار نے بھی اس سے لاتعلقی کا اعلان کر دیا تھا۔

اگلے روز اس نے امبر کو بتائے بغیر چھٹی کرلی' مگر اس سے اگلے روز اس نے دل کے سامنے ہتھیار پھینک دیے۔ خضر بخار میں مبتلا تھا' لہٰذا وہ پیدل ہی امبر کے ساتھ اس کے گھر تک آئی تھی تاہم اس کے اصرار کے باوجود پہلی بار وہ اندر آکر ستائے بغیر اپنے گھر کو چلی آئی۔

وہ تین روز یونہی دل کو جلانے میں گزر گئے تھے۔ جب چوتھے روز ہلکے ہلکے بخار کے باوجود وہ انہیں لینے کے لیے چھٹی سے پہلے ہی کالج پہنچ گیا۔

تحریم نے دیکھا' محض چند روز کے بخار نے اسے توڑ کر رکھ دیا تھا' وہ چاہ کر بھی اپنے دل کو اس کی فکر کرنے سے باز نہیں رکھ سکی تھی' شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتا وہ شخص بے ساختہ اسے نگاہیں چرانے پر مجبور کر گیا۔

پورے ایک ہفتے بعد وہ امبر کے ساتھ اس کے گھر آئی تھی۔ سیڑھیوں پر قدم رکھتی تحریم کا اس نے راستہ روک لیا۔

"مجھے اپنے سوال کا جواب چاہیے تحریم' ہاں' یا نا۔؟" اس کی آنکھوں میں عجیب سی نمی اور سرخی تھی۔ وہ نگاہ چرا گئی۔

"مجھے نہیں پتا۔"

"کیا نہیں پتا۔۔۔؟"

"کچھ بھی نہیں' بس ہمارے ہاں غیر خاندان میں شادی نہیں ہوتی۔"

"وہ تمہارا پرابلم نہیں ہے' میرا مسئلہ ہے۔"
بکھرے بکھرے سے رف حلیے میں وہ اسے
بے بس کر رہا تھا۔ اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔
"میری امی نہیں ہیں اور میری بھابھیاں
نہیں چاہیں گی کہ مجھے وہ شخص ملے جسے می
چاہوں۔"
"تو کیا ہوا' میں ہوں نا' میں ابو سے بات کروا
تمہارے ابو سے بات کریں گے' ایک بار جو
بات طے ہو گئی تو پھر کوئی کچھ نہیں کر سکے گا۔"
"لیکن میں۔۔۔"
"کیا میں۔۔۔؟" تحریم سے پھر غلطی ہوئی
خضر کی مقناطیسی نگاہوں نے اسے پھر اپنے حص
جکڑ لیا تھا۔ اس شخص کو بے بس کرنا آتا تھا اور
کے سامنے بے بس ہو گئی تھی۔ اس کی رضا
کرنے کے بعد خضر نے امبر اور اس کے گھر والو
بات کرلی۔ اپنی محبت کے حصول کے معاملے
کسی قسم کی ڈھیل یا لاپروائی کا مظاہرہ کرنا نہیں
تھا اور یہی بات تحریم کو اچھی لگی تھی۔
امبر اور اس کے گھر والے بھی اس کے فی
خوش تھے کیونکہ تحریم انہیں بھی بہت عزیز تھی
یہ بات جب خضر کے گھر والوں تک پہنچی گویا دبا
طوفان بپا ہو گیا۔ مسز سیال کے ساتھ ساتھ عمر او
نے بھی اس کے ارادے کی شدید مخالفت کی
جیسے ہی یہ پتا چلا کہ وہ اسی کی پسند پر دل ہار بیٹھا
ڈھکے چھپے لفظوں میں اس سے الجھ پڑا کیونکہ ما
کے سامنے اپنی محبت کے اظہار کی اس میں ہمت
تھی اور تحریم اس کی بجائے خضر کی ہو جائے یہ
کسی طور گوارا نہیں تھا' لہٰذا جتنا ہو سکا تھا اس
اپنے والدین کے سامنے خضر کے فیصلے کی مخالف
اس کے کردار پر کیچڑ اچھالا تھا' مگر خضر نے کسی
کوئی اثر نہیں لیا۔ وہ اپنی ضد پر اڑ گیا تھا۔
مسٹر حیات سیال صاحب اس بات کو اپنی ضد
کا مسئلہ بنانا نہیں چاہتے تھے' لہٰذا وہ اس معا
چپ تھے۔ تاہم مسز سیال بہت غصہ کر رہی تھیں

خضر نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہہ دیا کہ وہ ساری عمر شادی ہی نہیں کرے گا اور یہ جانتی تھیں کہ وہ اپنی جس بات پر اڑ جاتا ہے پھر اس سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ اسی بات نے انہیں بھی خاموشی اختیار کرنے کی راہ دکھائی تھی۔ عمر اپنی جگہ تڑپ کر رہ گیا تھا۔

اس کی شادی گو اس دھوم دھام سے نہیں ہوئی تھی، جس کا وہ خواہش مند تھا۔ مگر تحریم اس کی ہو گئی تھی یہ خوشی اس کے لیے کم نہیں تھی۔

☼ ☼ ☼

خوشبوؤں بھری رات اس کے روم روم کو مہکا کر گزر چکی تھی اور اب وہ پہلو میں لیٹے اس یونانی دیوتاؤں سے نقوش رکھنے والے خوب صورت شخص کو اپنے اس قدر قریب پا کر مسکرا رہی تھی۔ ماں کی وفات کے بعد قدرت نے وہ پہلی بڑی خوشی اس کی جھولی میں ڈالی تھی اور اس کا بس نہ چلتا تھا وہ ساری دنیا کو اپنی خوشی میں شریک کر لیتی۔

شاید یہ اس کی نگاہوں کے ارتکاز کا اثر ہی تھا کہ خضر نے پٹ سے اپنی آنکھیں کھول لی تھیں۔

"صبح بخیر۔۔۔" اس کے اچانک بے دار ہو جانے پر وہ شرما کر جلدی سے بولی تھی، جب اس نے مندی مندی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اسے پھر سے ہاتھ بڑھا کر خود میں سمیٹ لیا۔

"ابھی صبح کہاں ہوئی ہے، سو جاؤ۔" خمار میں ڈوبی بھاری آواز اور اس کی گرم سانسوں کی تپش نے پھر اس کے حواس معطل کر دیے۔ اسی اثناء میں دروازے پر زور دار دستک ہوئی تو اس نے خود کو اس کی گرفت سے چھڑا لیا۔

"صبح ہو گئی ہے، اور بلاوا بھی آ گیا ہے، اٹھ جائیے اب۔" جلدی سے کہہ کر وہ بیڈ سے اترنے لگی تو خضر نے اس کے آنچل کا کونا تھام لیا۔

"تحریم۔۔۔؟"

"جی۔۔۔" وہ اس کی پکار پر پلٹی تھی، جب وہ اٹھ کر پرشوق نگاہوں سے اسے تکتے ہوئے بولا۔

"آئی لو یو، میری رات والی بات یاد ہے نا۔۔۔؟"

"جی۔۔۔" وہ یاد دہانی نہ بھی کرواتا، تب بھی اسے معلوم تھا کہ اسے کیا کرنا ہے۔

دروازے پر اس کی چھوٹی نند تھی، اور انہیں باہر ناشتا تیار ہو جانے کی اطلاع دینے آئی تھی، وہ پانچ منٹ میں تیار ہونے کا کہہ کر جلدی سے واش روم میں گھس گئی، اور اگلے بیس منٹ میں شاور لے کر زبردستی خضر کو اٹھاتے ہوئے واش روم میں دھکیل دیا۔

دونوں تقریباً پون گھنٹے میں کمرے سے باہر آئے تو سب سے پہلے حیات احمد نے مسکرا کر ویلکم کیا۔ بیگم عاقبہ اور ان کی اکلوتی بیٹی عانیہ سیال خاموشی سے لاتعلقی کا مظاہرہ کرتی ناشتا کرتی رہی تھیں۔

وہ سب کو مشترکہ سلام کرتی، حیات صاحب کا پیار لینے کے بعد خضر کے ساتھ ہی اپنی سیٹ سنبھال کر بیٹھ گئی تھی۔

خضر نے ابھی تک اسے اپنی فیملی کے بارے میں کوئی معلومات فراہم نہیں کی تھی اسے اپنے طور پر ہی سب کچھ سمجھنا تھا۔ مسز سیال چونکہ پاکستانی تھیں اور دیہات سے تعلق رکھتی تھیں لہٰذا چھ سات سال انگلینڈ میں گزارنے کے باوجود ان کی سوچ اور حرکتیں سطحی ہی رہیں۔

اپنے تینوں بچوں میں وہ صرف بیٹی کے زیادہ قریب تھیں۔ دونوں بیٹوں سے ان کا تعلق بہت واجبی سا تھا، خضر تعلیم سے فراغت کے فوراً بعد پاکستان آ گیا تھا، لہٰذا ابھی تک اس پر کسی بھی کام کی ذمہ داری نہیں تھی، جبکہ عمر حیات سیال ایم بی بی ایس کرنے کے بعد ڈاکٹر کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دینے کا آغاز کر رہا تھا۔ آج کل وہ پاکستان میں جاب تلاش کر رہا تھا۔

وہ تین روز یونہی سب کو سمجھنے سمجھانے میں گزر گئے تھے۔ خضر کی دیوانگی گزرتے ہر روز کے ساتھ بڑھتی جا رہی تھی۔

اس روز شادی کے پورے ایک ہفتہ بعد وہ حیات صاحب کے ساتھ آفس گیا تھا جو اسی کی ضد پر مستقل

قیام کے لیے پاکستان واپس آئے تھے اور مسز سیال کو بھی زبردستی ساتھ لے آئے تھے۔

تحریم اپنا کمرہ سنوارنے کے بعد باہر لاؤنج میں عانیہ کے پاس آ کر بیٹھی تو اسے تصویروں کے بڑے البم میں منہمک پایا، وہ اس کی شادی کی تصاویر کے ساتھ ساتھ کچھ پرانی تصویروں کو بھی دیکھ رہی تھی، تحریم صوفے پر اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

"کیا دیکھ رہی ہو عانیہ۔۔۔؟" اپنائیت سے اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے اپنی طرف سے دوستی کا باقاعدہ آغاز کیا تھا، مگر دوسری طرف سے ایسی کوئی کوشش نہیں ہوئی تھی۔

"کچھ نہیں، میری دوست ہے لوسی، اس کی تصاویر دیکھ رہی تھی۔"

"اچھا۔۔۔ تمہارے ساتھ پڑھتی ہو گی۔۔۔؟"

"نہیں، بھائی کی وجہ سے دوستی ہوئی تھی، اصل میں مجھ سے زیادہ وہ بھائی کی دوست ہے، ابھی تک بتایا نہیں بھائی نے آپ کو اس کے بارے میں؟" وہ حیرانی کا مظاہرہ کر رہی تھی، تحریم کے دل میں جیسے کسی نے چٹکی کاٹ لی۔

"نہیں۔"

"ارے یہ تو فاؤل ہے، لوسی نے کیا نہیں کیا بھائی کے لیے، اپنا گھر بار، ماں باپ یہاں تک کہ مذہب بھی چھوڑ دینے پر تیار ہو گئی تھی، مگر بھائی یہاں آ پہنچے، اور وہ بے چاری وہاں آٹھ آٹھ آنسو بہا رہی ہے، سوری تحریم، مگر کسی کے حق پر ڈاکہ ڈالنے والے لوگ کبھی خوش نہیں رہتے۔" کتنی رکھائی اور اجنبیت تھی اس کے لہجے میں، تحریم سن سی بیٹھی رہ گئی۔

یہ کیسی کہانی سنا دی تھی اس نے کہ لمحوں میں پچھلے آٹھ دن کا خمار بھک سے اڑ گیا۔ خضر تو صرف اس کا تھا، اسی سے بے تحاشا محبت کا دعوے دار تھا، صرف اسے پانے کے لیے کیا کیا نہیں کیا تھا اس نے، پھر یہ لوسی درمیان میں کہاں سے آ گئی تھی۔

شام میں وہ قدرے لیٹ آیا تھا۔ تب تک اس کا ایک ایک پل جیسے انگاروں پر لوٹتے گزرا تھا۔ عانیہ تو آگ لگا کر بے نیاز ہو گئی تھی مگر اسے قرار نہیں آ رہا تھا۔ اس کا بس نہ چلتا تھا کہ اڑ کر خضر کے پاس چلی جائے اور اس سے پوچھے۔ "بتاؤ لوسی کا کیا چکر ہے؟ تمہاری بہن نے کیوں کہا کہ میں نے کسی کے حق پر ڈاکہ ڈالا ہے؟"

شام میں ایک تو وہ آفس سے ہی لیٹ آیا تھا، دوسرا آفس سے آ کر آدھ پون گھنٹے لاؤنج میں اپنی ماں، بہن کے پاس بیٹھا رہا، اور اندر وہ بیڈ پر پڑی روتے ہوئے کڑھتی رہی۔ خضر کمرے میں آیا تو اسے بیڈ پر لیٹے دیکھ کر چونک گیا۔

"تحریم۔۔۔" اسے روتے دیکھ کر مزید جان پر بن آئی تھی، مگر تحریم نے تنفر سے رخ پھیر لیا۔

"کیا ہوا ہے یار، ایک ہی روز میں برسات شروع ہو گئی۔۔۔؟" وہ اس کے آنسوؤں کو خود سے دوری پر مامور کر رہا تھا، مگر تحریم کے سوال نے اس کا خیال باطل ثابت کر دیا۔

"نہیں، آپ کے دور یا نزدیک ہونے سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا، مجھے صرف اتنا پوچھنا ہے کہ لوسی کون ہے اور آپ کا اس سے کیا تعلق ہے۔۔۔؟" پورا چہرہ آنسوؤں سے بھگوئے وہ جانے کب سے رو رہی تھی۔ خضر لب بھینچے توجہ سے اس کی طرف دیکھتا رہ گیا۔

"بس، اسی سوال کی وجہ سے اتنے آنسو بہائے ہیں تم نے۔۔۔؟"

"میرے لیے یہ معمولی سی بات نہیں ہے۔" اس کے آنسو اب سسکیوں میں ڈھل گئے تھے۔ خضر نے نگاہوں کا رخ پھیر کر پھر سے نظریں اس کے چہرے پر گاڑ دیں۔

"لوسی میری دوست ہے، صرف اور صرف دوست، اگر اس سے بڑھ کر اس سے کوئی اور تعلق ہوتا تو آج یہاں تمہاری جگہ وہی بیٹھی ہوتی۔" اس کے لہجے میں ٹھہراؤ تھا، مگر تحریم کی تسلی نہیں ہوئی۔

"نہیں، یہ جھوٹ ہے، وہ آپ پر مرتی ہے، آپ کے لیے سب کچھ چھوڑ دینے کو تیار ہے، کوئی ایسے ہی کسی کے لیے اتنا آگے نہیں جاتا، ضرور سبز باغ تو

www.pkdigest.com

دکھائے ہوں گے آپ نے اسے بھی۔"

"تم نے بھی سبز باغ دکھائے تھے مجھے؟ میں بھی تو تمہارے لیے سب کچھ چھوڑ دینے کو تیار ہو گیا تھا۔" اس نے بڑی روشن دلیل دی تھی۔ تحریم ایک لمحے کو چپ رہ گئی۔

"جی نہیں، آپ میرے لیے کچھ بھی چھوڑ نہیں رہے تھے۔"

"ضرورت پیش آتی تو چھوڑ دیتا۔" گمبھیر لہجے میں کہتا وہ بیڈ پر اس کے پاس ہی آ بیٹھا تھا۔

"بس۔۔۔ اتنا سا اعتبار ہے میری محبت پر، کسی نے ذرا سا کچھ کہا اور یہاں بدگمانیوں کے ڈھیر لگ گئے میں تمہیں اتنا کمزور نہیں سمجھتا تھا تحریم۔" وہ اب شکوہ کر رہا تھا۔ تحریم آنسو پونچھتی سر جھکا گئی۔

"دیکھو تحریم میرا تم سے جو رشتہ ہے وہ دل کا رشتہ ہے، اور اس رشتے کے لیے مجھے کسی نے مجبور نہیں کیا تھا۔ میرے دل میں تمہارا جو مقام ہے اس کے لیے میں کسی کے سامنے جواب دہ نہیں ہوں۔ لہٰذا پلیز دوبارہ کبھی ایسے کسی بھی فضول موضوع کو لے کر میرے کردار پر شک مت کرنا، شک محبت کی قینچی ہے، اور میں شکی عورتوں کو بالکل پسند نہیں کرتا تمہیں میری ذات سے جو شکایت ہو مجھ سے ڈسکس کرو، مگر آج کے بعد اس گھر کے کسی فرد سے میری ذات کے بارے میں تم کچھ بھی الٹا سیدھا نہ کہو گی، نہ سنو گی، اوکے۔۔۔؟"

اس کے مقابل بیٹھا وہ پوچھ رہا تھا۔ تحریم چپ رہی۔ تبھی وہ پھر بولا تھا۔

"ٹھیک ہے، اگر تم یقین کرنا نہیں چاہتیں تو مت کرو، میں اس کے لیے کبھی تمہیں مجبور نہیں کروں گا، مگر ایک بات یاد رکھنا تحریم، بعض اوقات شک اور بدگمانی دیمک کی طرح رشتوں کو کھا جاتی ہے، اگر ہمارے بیچ، صرف تمہاری وجہ سے ایسی کوئی خلیج پیدا ہوئی تو شاید پھر نہ تم یہ فاصلے سمیٹ سکو اور نہ میں۔" اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔ تحریم اپنی جگہ تڑپ کر رہ گئی۔ "اللہ نہ کرے، کبھی ایسا کوئی وقت آئے۔ اب حاصل ہو گئی ہوں تو جان چھڑانے کے بہانے ڈھونڈتے رہتے ہیں، یاد رکھنا خضر، اگر آپ کی زندگی میں تحریم کی جگہ پر کوئی آئی تو میں آپ کا حشر نشر کر کے رکھ دوں گی۔" دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے اس نے ناک رگڑی تھی۔ خضر اس کی اس ادا پر غصے کے باوجود مسکرا دیا۔

"بہت خراب لڑکی ہو تم۔ کسی دن پٹ جاؤ گی مجھ سے۔" کہتے ہی وہ بیڈ سے اٹھا تھا، جب تحریم نے سرعت سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"سوری خضر، میں وعدہ کرتی ہوں، آئندہ کبھی آپ کی محبت پر شک نہیں کروں گی، بس آپ بھی مجھ سے بے وفائی مت کرنا، پلیز۔" اس کا انداز ایسا تھا کہ بے ساختہ خضر کو اس پر ڈھیروں پیار آ گیا۔ "پاگل ہو تم، اور کچھ نہیں۔" مسکرا کر کہتا وہ پھر اس کے قریب ہی بیٹھ گیا تھا۔

☼ ☼ ☼

اس روز امبر نے بھی اسے یہی نصیحت کی تھی۔
"تحریم عورت کے لیے گھر کو صحیح معنوں میں گھر بنانا مشکل ہوتا ہے۔ سسرال والے جیسے بھی ہوں شوہر کا دل جیتنے کے لیے ان کو زیادہ ٹائم دینے کی ضرورت ہوتی ہے، تمہیں پتا ہے نا، عورت سے منسلک ہر رشتہ اس سے قربانی مانگتا ہے، کچھ کھو کر ہی تم کچھ پا سکو گی۔" اور بس اس نے یہی نصیحت پلے سے باندھ لی تھی۔

اسے کسی بھی صورت خضر کو خود سے دور نہیں کرنا تھا، اس کے دل سے اتر جانا تحریم کے لیے اپنی موت سے زیادہ تکلیف دہ تھا۔ لہٰذا دائمی خوشیاں پانے کے لیے اس نے عارضی طور پر اپنے دل کی خواہشات کو مار لیا۔ اس سلسلے میں سب سے پہلا کام جو اس نے کیا تھا وہ تعلیم سے دستبرداری کا تھا، گو اس کے اس فیصلے پر خضر نے اس کی مخالفت کی تھی، مگر۔۔۔ اس نے ضد باندھ لی۔ وہ وقت جو تھوڑا بہت ہی سہی کتابوں پر صرف ہوتا تھا اس نے وہ بھی سسرال والوں کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔

پہلے اس کے ذمہ صرف کچن کا کام تھا، اب اس نے خود اپنی خوشی سے سب کام اپنے ذمہ لے لیے تھے۔

آج کل اس کی طبیعت سست رہنے لگی تھی، پھر کافی دنوں سے اس نے میکے کا چکر بھی نہیں لگایا تھا، لہٰذا حسان صاحب اسے لینے آئے تھے، مگر مسز سیال نے ان سے معذرت کر لی، انہوں نے جھوٹ موٹ ان سے کہہ دیا کہ خضر کی طبیعت آج کل ناساز ہے، جس کی وجہ سے اس کا ہونا ضروری ہے، لہٰذا وہ ناکام واپس چلے گئے۔ رات میں جب خضر آیا مسز سیال جان بوجھ کر اسے اپنی طرف مصروف کر لیتیں، اور اس وقت تک نہ اٹھنے دیتیں، جب تک نیند کے ہاتھوں وہ بے بس نہ ہو جاتی، اس روز بھی وہ ان کا سر دبا کر اپنے کمرے میں آئی تو خضر کو اپنا ہی منتظر پایا۔

"مل گئی فرصت۔۔۔؟" اس کے لہجے میں شکوہ تھا، وہ سر جھکا کر بیٹھ گئی۔

"جی۔۔۔"

"تمہیں نہیں لگتا تحریم کہ آج کل تم میرے ساتھ زیادتی کر رہی ہو، مانا کہ میں نے ہی کہا تھا تمہیں اپنے گھر والوں کا خیال رکھنے کے لیے لیکن یہ تو نہیں کہا تھا کہ ان کا خیال رکھو تو مجھے سائیڈ پر کر دینا، ابھی دن ہی کتنے ہوئے ہیں ہماری شادی کو، صرف چھ ماہ، اور تم۔۔۔ تم نے میرے ساتھ کھانا کھانا، دکھ سکھ شیئر کرنا، میرا خیال رکھنا، سب چھوڑ دیا۔ تمہیں پتا ہے میں نے کل شام سے کھانا نہیں کھایا صرف چائے پر گزارا کر رہا ہوں، مگر تمہیں کوئی پروا ہے۔۔۔؟ اپنے کپڑے تک آج کل خود پریس کرتا ہوں، مگر تمہیں احساس تک نہیں، پچھلے ایک ہفتے سے جب بھی آفس سے آتا ہوں یا تو تم تھک کر سوئی ملتی ہو، یا میں تمہارے کمرے میں آنے کا انتظار کرتے کرتے سوچتا ہوں، یہ سب کیا ہے؟" وہ غصے میں آ گیا تھا، تحریم کی آنکھوں میں نمی چھلک آئی تھی۔

"سوری۔۔۔"

"وہاٹ سوری۔۔۔؟ تمہیں پانے کے لیے کیا نہیں کیا میں نے، اور اب جب تم میری دسترس میں ہو تو ہفتہ ہفتہ ہاتھ ہی نہیں لگتیں، میں یہ سب برداشت نہیں کر سکتا۔" وہ پھٹ پڑا تھا۔ تحریم کے آنسوؤں میں اور روانی آ گئی۔

"پھر میں کیا کروں؟ آپ کے پاس رہتی ہوں تو وہ لوگ ناراض ہو جاتے ہیں، ان کو ٹائم دوں تو آپ کی خفگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، میں کس طرف لگوں؟" اس کے نم لہجے میں بے بسی تھی، خضر کو اپنا غصہ پینا پڑا۔

"اوکے، لیکن مجھ سے برداشت نہیں ہوتا کہ تم مجھے نظر انداز کرو۔" اٹھ کر اس کے ہاتھ تھامتے ہوئے اس نے صاف صاف کہہ دیا تھا۔ جب وہ بولی۔

"میں آپ کو نظر انداز کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔"

"پھر بھی کر رہی ہو۔" اب وہ گہری نگاہوں سے اس کے جھکے ہوئے سر کو دیکھ رہا تھا۔

"نہیں، کل سے میں پوری کوشش کروں گی کہ آپ کو مجھ سے کوئی شکایت نہ ہو۔"

"آج سے نہیں۔۔۔؟" اس کے ہاتھوں کا دباؤ ایک دم سے تحریم کے ہاتھوں پر بڑھا تھا۔ وہ گھبرا کر اسے دیکھنے لگی۔

"نہیں، آج میں بہت تھک گئی ہوں۔"

"اوکے۔۔۔" کچھ لمحوں تک اس کے چہرے پر دیکھتے رہنے کے بعد اس نے اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں سے ہٹا لیے تھے۔ اس کا خیال تھا کہ تحریم اس کی خفگی محسوس کر کے بالآخر اس کے سامنے ہتھیار پھینک دے گی، مگر اس وقت اسے شدید حیرت ہوئی جب وہ اس کی خفگی کی پروا کیے بغیر آرام سے لحاف میں دبک کر سو گئی۔ یہی نہیں بلکہ اگلے روز اسے پھر خود سے بیدار ہونا پڑا تھا، اپنے معمول کے عین مطابق وہ کمرے سے غائب تھی، البتہ آج اس کے کپڑے ضرور پریس کیے رکھے تھے، وہ شاور لے کر بے دلی سے تیار ہونے کے بعد نیچے آیا تو تحریم کچن میں مصروف تھی اور عمر کو ناشتا کروا رہی تھی۔

وہ ناشتا کیے بنا ہی آفس چلا آیا تھا، اور یہ آج پہلی بار ہوا تھا، شاید یہ رات کی خفگی کا اثر تھا، یا نظر اندازی کا

www.pkdigest.com

احساس بڑھ جانے کا، مگر اس نے خود سے ضد باندھ لی تھی کہ وہ تحریم کو اس کی زیادتی کا احساس دلا کر رہے گا، اسی لیے آفس پہنچ کر وہ تحریم کی کال کا انتظار کرتا رہا، اسے یقین تھا کہ سب کو ناشتا کروانے کے بعد جیسے ہی اسے احساس ہوگا کہ وہ ناشتا کیے بغیر گھر سے نکل آیا ہے، وہ ضرور فون کر کے اس سے ایکسکیوز کرے گی اور اسے گھر ناشتے کے لیے بلائے گی۔

رات وہ نیند اور تھکن سے بے حال تھی اس لیے وہ برداشت کر گیا تھا، مگر اب دل اپنی ضد پر اڑ گیا تھا، اس کے کان فون کی بیل پر ہی لگے تھے، جب بھی بیل بجتی وہ پہلی ہی گھنٹی پر ریسیور اٹھا لیتا، مگر دوسری طرف تحریم کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اس کی کوفت بڑھ جاتی۔ دوپہر میں کوئی ساڑھے بارہ بجے کے قریب جب وہ فون اٹھا اٹھا کر تھک گیا، تب اس کے پرسنل سیل پر اس کی کال آئی تھی اور وہ جو اس کی طرف قطعی مایوس ہو گیا تھا، جیسے پھر سے جی اٹھا۔

"ہیلو۔۔۔" آواز میں بھاری پن کے ساتھ ساتھ خفگی بھی تھی۔ تحریم ایک دو سیکنڈ تک بول ہی نہ سکی۔

"اب بولو بھی، کال کر لی ہے تو کچھ کہہ بھی دو۔" وہ اس کی چپ سے چڑا تھا، تبھی وہ گڑبڑا کر بولی۔

"وہ۔۔۔ مم۔۔۔ میں یہ کہہ رہی تھی کہ آپ نے آج صبح ناشتا کیوں نہیں کیا۔۔۔؟" اسے احساس ہو گیا تھا۔ خضر نے پشت سیٹ سے ٹکاتے ہوئے سکون بھرا سانس بھرا۔

"تمہیں میرے ناشتا کرنے یا نہ کرنے سے کوئی فرق پڑتا ہے؟"

"جی۔۔۔"

"تو پھر۔۔۔؟ کیا کروں اب۔۔۔؟" اب اس کے لہجے میں سکون کے ساتھ ساتھ شرارت بھی تھی۔ وہ پھر پزل ہو گئی۔

"ناشتا کر لیں اور کیا کرنا ہے۔۔۔؟"

"تم کرواؤ گی تو کروں گا۔" دل اس کی رات والی زیادتی بھلائے اب نئے تقاضوں پر تلا تھا۔ تاہم اس سے پہلے کہ تحریم اسے جواب دیتی، مسز سیال نے اسے آواز دے دی۔

"اچھا، میں آپ کو بعد میں کال کرتی ہوں، امی ابھی بلا رہی ہیں۔" اس کے جذبات و احساسات کی پروا کیے بغیر وہ بنا اس کی بات سنے پٹ سے فون رکھ کر رابطہ منقطع کر گئی تھی، جس پر ایک مرتبہ پھر وہ جل کر رہ گیا۔

"اسٹوپڈ۔۔۔" سیل فون خفگی سے ٹیبل پر پھینکتے ہوئے وہ لب بھینچ کر محض یہی کہہ سکا تھا۔

رات میں وہ آفس سے گھر آیا تو اس کا موڈ اچھا خاصا خراب تھا۔ گھر میں مہمان آئے تھے اور تحریم ان کی خاطر مدارات میں لگی ہوئی تھی۔ خضر کو اپنے سر میں شدید تکلیف کا احساس ہوا، لہٰذا مسز سیال اور مہمانوں کو سلام کرنے کے بعد وہ چپکے سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا آیا۔ اسے یقین نہیں مگر گمان ضرور تھا کہ وہ اس کے جلد آنے اور چپکے سے اٹھ کر کمرہ نشین ہو جانے کی وجہ پوچھنے ضرور آئے گی مگر اس کا گمان حقیقت نہ بن سکا۔

وہ بے چینی سے کروٹ پہ کروٹ بدلتا رہا اور نیچے تحریم کھانا بنانے کے بعد اب اسے ٹیبل پر لگانے کی تیاری کر رہی تھی، صبح سے اسے چکر آ رہے تھے اور دل بھی خراب ہو رہا تھا، وہ تین بار واش روم میں قے کر کے بھی آئی تھی، مگر کسی کو بتایا نہیں تھا کہ مبادا کوئی اسے یہ نہ کہہ دے کہ وہ کام سے بچنے کے لیے ڈرامہ کر رہی ہے۔

رات گئے تک مہمانوں کو فارغ کر کے وہ کمرے میں آئی تو خضر آنکھوں پر بازو دھرے چت لیٹا جانے کیا سوچ رہا تھا۔

"خضر۔۔۔" اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی، مگر پھر بھی بیڈ پر اس کے قدموں کے قریب ٹکتے ہوئے اس نے آہستہ سے اسے پکارا تھا۔

"ہوں۔۔۔"

"کھانا لاؤں آپ کے لیے، صبح آپ نے ناشتا بھی گھر نہیں کیا تھا۔"

"تو۔۔۔؟" اب کے اس نے بازو آنکھوں سے ہٹائے تھے۔

"تو۔۔۔ کچھ نہیں، پلیز کھانا کھا لیں، آپ کی وجہ سے میں نے بھی صبح سے کچھ نہیں کھایا۔" اس کے بازو ہٹاتے ہی اس نے پھر سر جھکا لیا تھا۔ خضر اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"مجھے بھوک نہیں ہے، اگر تمہیں لگ رہی ہے تو کھا لو۔"

"آپ کو بھوک کیوں نہیں ہے، کیا باہر سے ڈنر کیا ہے۔۔۔؟"

"نہیں، تمہیں اچھی طرح پتا ہے کہ میں باہر کچھ نہیں کھاتا، اس کے باوجود مجھے بھوک نہیں ہے۔"

"کیوں نہیں ہے، کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں۔۔۔؟" وہ ضرورت سے زیادہ معصوم اور بے وقوف تھی، خضر لب بھینچ کر رہ گیا۔

"نہیں، مجھے کیا ضرورت ہے تم سے ناراض ہونے کی، دن رات تم میرے گھر والوں کی خدمت کر رہی ہو، میرے گھر آئے مہمانوں کی خاطر داری کر رہی ہو، میں تو تمہارا شکر گزار ہوں، بہت بڑا احسان ہے تمہارا مجھ پر، واقعی تم نے ثابت کر دیا ہے کہ تم مجھ سے بہت پیار کرتی ہو۔" اس کے لہجے میں تپش تھی۔ تحریم اسے دیکھتی رہ گئی۔

"خضر سوری، مجھے پتا ہے آپ مجھ سے ناراض ہیں، مگر مجھے منانا نہیں آتا، پلیز یونہی مان جائیں۔"

"سو جاؤ چپ کر کے، مجھے نیند آ رہی ہے۔" اس کے الفاظ نے اسے مزید تپا دیا تھا، تحریم بے بسی سے لب کچل کر رہ گئی۔

آج کل وہ کتنی مشکل میں تھی۔ صرف اور صرف اس شخص کے لیے جو اپنی ضد پر صرف اپنی خوشی کے لیے اسے اس گھر میں اپنا نام دے کر لایا تھا، وہ کسی صورت اسے اپنے انتخاب پر پشیمان ہونے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی۔ پچھلے دنوں مسز سیال نے معمول بنا لیا تھا، وہ جیسے ہی آفس سے آ کر ان کے پاس بیٹھتا وہ شروع ہو جاتیں۔

"تم نے تو آفس سنبھال لیا ہے خضر، کوئی قانون قاعدہ اپنی دلہن کو بھی سمجھاؤ، جسے کمرے کے سوا اور کوئی چیز سوجھتی ہی نہیں، تمہاری ضد پر اگر میں اسے اپنے گھر میں لے آئی ہوں تو اسے یہ میری شکست نہ سمجھے، چار رشتے دار ہیں ہمارے، ملنے جلنے والے ہیں، سمجھاؤ اسے، اب تھوڑا ٹائم اس گھر کو دینا بھی سیکھے بہت لاڈ پیار جتا لیے، اب اپنی ذمہ داریاں بھی سنبھالے، مجھے ایسی بہو قبول نہیں جو سارے دن میرے بیٹے کے گھٹنے سے لگی بیٹھی رہے۔" صد شکر کہ یہ سب انہوں نے خضر سے کہا تھا اس کے ابو سے نہیں، ورنہ وہ تو اپنے گھر والوں کے سامنے نگاہ اٹھانے کے قابل ہی نہ رہتی۔ اسی روز سے خضر کے کچھ کہنے سے پہلے ہی اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ آئندہ مسز سیال کو کسی بھی طرح کی شکایت کا موقع نہیں دے گی۔ اسے یہ ہرگز پسند نہیں تھا کہ خضر دن بھر آفس سے تھک کر گھر آئے تو اس کی ماں اس کی وجہ سے اسے ذہنی طور پر اور پریشان کر کے رکھ دے مگر اس کی یہ کوشش بھی بے کار گئی تھی۔ وہ اب بھی اس سے خوش نہیں تھا۔ تحریم وہیں بیٹھے بیٹھے رو پڑی۔

"اب رو کیوں رہی ہو، میں نے کچھ کہا ہے کیا۔۔۔؟" اس کے رونے پر وہ تپ کر اس کی طرف پلٹا تھا جواب میں وہ اور شدت سے رو پڑی۔ خضر کو اپنے سر میں اور شدت سے تکلیف کا احساس ہوا تھا۔

"تحریم پلیز چپ کر جاؤ نہیں تو میں تمہیں کھڑکی سے اٹھا کر نیچے پھینک دوں گا۔"

"پھینک دیں، میں خود بھی یہی چاہتی ہوں۔" روتے ہوئے اسے بھی غصہ آیا تھا۔ وہ خفگی اور غصے کے باوجود اس کے الفاظ پر دھیمے سے مسکرا دیا۔

"یہ اچھی شرافت ہے، زیادتی میرے ساتھ ہو رہی ہے، نظر انداز مجھے کیا جا رہا ہے اور غصہ تمہیں آ رہا ہے۔"

"میں کون ہوتی ہوں غصہ کرنے والی، میں اسی لیے یہ شادی کرنے کے حق میں نہیں تھی، مجھے پتا تھا میرے ساتھ ایسا ہی کچھ ہوگا، ان چاہی بہو اگر بیٹے کی پسند ہو تو اسے سسرال میں اپنا مقام بنانے کے لیے ایسے ہی مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے، آپ کو اپنا دکھ

www.pkdigest.com

ہے' میری کوئی پروا نہیں' جب آپ کھانا نہیں کھاتے تو میں بھی نہیں کھاتی' پچھلے دو روز سے اتنی طبیعت خراب ہے آج دوبار واش روم میں گر گئی تھی' آپ کو کوئی خیال ہے میرا' اپنی ساری زیادتیاں یاد رہتی ہیں اور میری کسی مجبوری کا کوئی خیال نہیں۔" غصے میں ہی سہی مگر پہلی بار خضر نے اسے اس طرح سے کھل کر بولتے سنا تھا۔ کتنا غبار جمع تھا اس کے اندر' وہ خوب توجہ سے اسے دیکھتے ہوئے مسکرا دیا۔

"اوکے' سوری' لیکن گر کیوں گئی تھیں تم' اور یہ کھانا کس خوشی میں نہیں کھا رہیں؟" اسے اس لمحے اس پر بے ساختہ پیار آیا تھا۔

تحریم نے بائیں ہاتھ کی پشت سے اپنی بھیگی پلکیں صاف کریں۔

"پتا نہیں پچھلے دو تین روز سے بھوک ہی نہیں لگ رہی۔"

"بتایا کیوں نہیں' چلو اب اٹھو' کچن میں مل کر اکٹھے کھانا کھاتے ہیں۔" اس کے لیے اس کا پیار پھر جاگ اٹھا تھا۔ تحریم خاموشی سے اٹھ کر اس کے ساتھ چل پڑی۔

☼ ☼ ☼

خضر کی شادی کے فوراً" بعد مسز سیال کو عمر کی شادی کی ضد ہو گئی۔ وہ تحریم کے مد مقابل اپنی پسند کی بہو لا کر اپنے گھر میں اس کی اہمیت واضح کرنا چاہتی تھیں۔ مگر عمر تھا کہ کسی طور نہیں مان رہا تھا۔ خضر کی شادی کے بعد اس کے مزاج اور عادات میں واضح تبدیلی دیکھنے کو ملی تھی۔ وہ اب زیادہ وقت اپنی تعلیم کو دیتا تھا۔ انگلینڈ سے پاکستان بھی وہ صرف سیال بیگم کے مجبور کرنے پر آیا تھا۔ تاہم پاکستان آنے کے بعد جب اس نے تحریم کو خضر کے ساتھ خوش دیکھا تو اس نے اندر سرد پڑتی آگ پھر سے زور پکڑ گئی۔ دن رات نگاہوں کے سامنے اسے کسی اور کے حوالے سے دیکھنا' بڑا کڑا امتحان تھا اس کے لیے۔ لہٰذا بہت زیادہ دن تک وہ یہ کٹک برداشت نہ کر سکا' اور اس کے ذہن نے منفی سوچنا شروع کر دیا۔ محبت اور جنگ میں سب جائز ہوتا ہے' یہی بات ہمہ وقت اس کے ذہن میں گھومتی رہتی تھی۔

مسز سیال اور عانیہ اس کے لیے لڑکی ڈھونڈ رہی تھیں اور وہ اور ہی منصوبے بنا رہا تھا۔ حیات خضر کو ضروری بزنس میٹنگ کے لیے انگلینڈ بھجوا رہے تھے اور ادھر تحریم پریشان ہو گئی تھی۔ اس کا دماغ یہ سوچ کر ہی شل ہو رہا تھا کہ وہاں انگلینڈ میں لوسی ہو گی جو عانیہ کے بقول خضر پر جان دیتی تھی' اگر اس نے دوبارہ خضر کو اپنی طرف مائل کر لیا تو وہ کیا کرے گی؟ خضر کے بغیر جینا اب اسے ایک پل کے لیے بھی گوارا نہیں تھا' مگر مصیبت یہ تھی کہ وہ اسے روک بھی نہ سکتی تھی کیونکہ اس پہلی جنگ کے بعد وہ دوبارہ کبھی اس پر شک نہ کرنے کا وعدہ کر چکی تھی۔

وہ ان لوگوں میں سے تھی جنہیں ایک بار نصیحت کرنے کے بعد کچھ سمجھانے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ لہٰذا اس نے چپ چاپ خضر کو انگلینڈ روانہ کر دیا۔ امبر کی رخصتی ہو چکی تھی لہٰذا اس مسئلے پر اس سے مزید بات بھی التوا کا شکار ہو گئی۔ اپنی الجھن اور ذہنی پریشانی میں وہ خضر سے وہ بات بھی شیئر نہیں کر سکی تھی جو گھر میں سب سے پہلے اسے بتانے کی وہ شدید خواہش مند تھی۔

☼ ☼ ☼

اس کے جانے کے بعد تحریم کی طبیعت مزید بوجھل رہنے لگی تھی۔

وہ ہزار کوشش کرتی' مگر پھر بھی ذہن خضر اور لوسی کے خیال سے باز نہیں آتا تھا۔ اسے جب بھی فرصت ملتی وہ اسے چیک کرنے کے لیے کہ کہیں وہ لوسی کے ساتھ تو مصروف نہیں' گھر کے نمبر سے مس بیل دیتی رہتی' وہ جواب میں کال بیک کرتا تو سادگی سے کہہ

دیتی کہ آپ کی یاد آ رہی تھی۔ جس پر وہ بے حد مسرور ہو کر فون پر ہی اسے ڈھیروں پیار کر ڈالتا۔

اس روز سنڈے تھا اور مسز سیال' عانیہ کے ساتھ اپنی کسی دوست سے ملنے گئی تھیں۔ چھٹی کے باعث عمر گھر پر تھا اور لان میں بیٹھا ہلکی ہلکی دھوپ سینکتے ہوئے اخبار کا مطالعہ کر رہا تھا' جب وہ صفائی سے فارغ ہو کر چائے کے دو کپ لیے خود بھی وہیں چلی آئی۔

"تھینکس' پتا نہیں خضر نے اپنی زندگی میں کون سی نیکی کی ہو گی کہ اسے آپ جیسی لڑکی مل گئی' ورنہ کوئی گوری آ جاتی تو پتا لگ جاتا۔" اپنا کپ تھام کر پہلا سپ لیتے ہی اس نے کمنٹس جاری کیے تھے' وہ بظاہر دھیمے سے مسکرا کر اس کے مقابل ہی کرسی پر ٹک گئی۔

"عمر' میں بہت دنوں سے آپ سے کچھ پوچھنا چاہ رہی تھی۔" وہ عمر میں اس سے بڑا تھا۔ لہٰذا باقی سب لوگوں کی طرح وہ اس کا بھی احترام کرتی تھی۔ عمر اس کے لہجے پر چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"جی کہیں۔"

"وہ آپ تو خضر کے ساتھ ہی رہتے ہیں' تو وہاں جو لڑکی ہے لوسی' میرا مطلب ہے انگلینڈ میں' اس کا خضر کے ساتھ کیا تعلق ہے؟" عمر نے بغور اس کے چہرے پر بکھری الجھن کو دیکھا' پھر نگاہ جھکا کر کپ کے کنارے پر انگلی پھیرتے ہوئے بولا۔

"میرا خیال ہے یہ سوال آپ کو خضر سے پوچھنا چاہیے تھا۔"

"خضر سے نہیں پوچھ سکتی۔" بہت دھیمے لہجے میں کہہ کر وہ پھر سر جھکا گئی تھی۔ عمر کے لبوں پر پھیکی سی مسکان بکھر گئی۔

"لوسی خضر کی دوست ہے' بہت قریبی دوست' دونوں نے اکٹھے ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھا ہے' جہاں تک میرا خیال ہے خضر اس سے شادی کرنے والا تھا' مگر دونوں میں کوئی جھگڑا ہو گیا تو وہ یہاں چلا آیا' اور یہاں اسے آپ پسند آ گئیں' لہٰذا آپ سے شادی ہو گئی' اب ان دونوں کے بیچ کیا معاملہ ہے' میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔" اس کے الفاظ عانیہ سے مختلف نہیں تھے۔

"کیا اب وہ لوسی کی وجہ سے انگلینڈ گئے ہیں؟" عمر نے دیکھا اس کے لہجے میں لرزش اور چہرے پر اضطراب تھا' وہ چپکے سے نگاہ پھیر گیا۔

"پتا نہیں' شاید ایسا ہی ہو' اصل میں پاپا مجھے بھیج رہے تھے' مگر اس نے کہا کہ اسے وہاں کوئی ضروری کام ہے' اس لیے میں پیچھے ہٹ گیا' پتا ہے' شروع میں جب میں نے آپ کو دیکھا تھا' تو مجھے خاصی حیرانی ہوئی تھی' یہ دیکھ کر کہ اتنی پیاری سادہ سی لڑکی' یہ جاننے کے باوجود کہ اس کا شوہر کسی اور پر فدا ہے' کیسے اس سے شادی کے لیے رضا مند ہو سکتی ہے' جبکہ اس کے سسرال میں اسے وہ مقام بھی نہیں مل رہا' جس کی وہ مستحق ہے' اگر خضر کی جگہ میں ہوتا تو کبھی اپنی وائف کو اپنی وجہ سے اتنی مشکلات کا شکار نہ ہونے دیتا۔" اس کی نظریں تحریم کے چہرے پر جمی تھیں اور وہ دیکھ سکتا تھا کہ اس کے الفاظ اس کی آنکھوں میں دھول بکھیر رہے ہیں۔ تحریم خود کو اس کے سامنے رونے سے نہ روک سکی۔

"سوری تحریم یہ سب کچھ آپ سے ڈسکس کرنے سے میرا مقصد آپ کو رلانا ہرگز نہیں تھا' اصل میں میری اور خضر کی طبیعت میں بہت فرق ہے' کم از کم محبت کے معاملے میں' میں منافقت پسند نہیں کرتا' اسی لیے شادی نہیں کر رہا۔" اس کی چائے ٹھنڈی ہو چکی تھی۔

تحریم کے لیے اپنے ٹوٹے ہوئے اعتبار کی کرچیاں چننا اور اپنا درد ضبط کرنا دشوار ہو گیا۔ عانیہ کی طرح وہ بھی اسے بھابھی نہیں کہتا تھا اور کیوں؟ وہ یہ سمجھنے سے بھی قاصر تھی۔

"آپ اس گھر میں میری ذات کو اپنا واحد خیر اندیش جان سکتی ہیں تحریم' اپنا کوئی بھی مسئلہ پریشانی' بلا جھجک مجھ سے شیئر کر سکتی ہیں' بس یہ خیال رکھیے گا کہ میں جو کچھ بھی آپ کو سمجھاؤں' وہ آپ اپنے تک ہی محدود رکھیں گی' اصل میں یہ مرد کی فطرت ہے کہ جب اس

www.pkdigest.com

کی عورت اس سے اس کی بے وفائی ' بے نیازی کا گلہ کرتی ہے تو وہ اسے ستانے کے لیے اور زیادہ وہ کام کرتا ہے جو اسے پسند نہیں ہوتا' اس لیے اب آپ نہ اس کے سامنے روئیں گی نہ کسی بات کا کوئی گلہ کریں گی' بلکہ کوشش کیجیے گا کہ اس کے سامنے آپ خود کو خوش اور بے نیاز ظاہر کریں ' تب اسے اپنی غلطی کا احساس ہوگا' اور واحد یہی حربہ اسے اس کی دوست سے دور کرسکتا ہے۔" کسی استاد کی طرح اس کی برین واشنگ کرتے ہوئے وہ بے حد سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا' تحریم اپنے آنسو ضبط کرنے کی کوشش میں ہلکان' دھیرے سے اثبات میں سر ہلا کر وہاں سے اٹھ آئی۔ اندر جگر جیسے کٹنے لگا تھا۔

کتنا بڑا فریب کیا تھا اس شخص نے اس کے ساتھ! تن' من' دھن سے اپنا بنا کر اب اسے آنسوؤں کے سمندر میں دھکیل دیا تھا۔ وہ اپنے کمرے کا دروازہ لاک کرکے بیڈ پر گرتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔ کتنا مشکل تھا اس شخص کو تصور میں بھی کسی اور کے ساتھ شیئر کرنا کہ جس کی محبت اب لہو بن کر اس کی رگوں میں دوڑ رہی تھی۔

"نہیں خضر' آپ میرے سوا کسی اور کے نہیں ہوسکتے' ایک لمحے کے لیے بھی نہیں۔" تکیے کو بانہوں میں دبائے' وہ سسکتے ہوئے جیسے خضر کو اپنے مقابل پا رہی تھی' عین اسی لمحے فون کی بیل بجی تھی اور اس نے بیڈ کے ساتھ ہی رکھے سیٹ کی سی ایل آئی پر اس کا نمبر بھی دیکھ لیا تھا' مگر اس وقت وہ فون اٹھا کر اس سے بات کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھی' سو بے نیاز پڑی روتی رہی اور ادھر فون بج بج کر خود ہی بند ہوگیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر لاؤنج کے فون کی بیل ہوئی تو عمر کو لان سے اٹھ کر لاؤنج میں آنا پڑا۔

"ہیلو۔" دوسری طرف وہ قدرے بے قرار تھا۔

"جی السلام علیکم۔" اس کی ہیلو کے جواب میں عمر نے گلا صاف کرکے خاصے رسان سے کہا۔

"وعلیکم السلام' تحریم کہاں ہے؟" وہ شاید روڈ پر تھا تبھی دوسری طرف سے ہلکے پھلکے شور کی صدا کان میں پڑ رہی تھی۔

"وہ اپنے کمرے میں ہوں گی' میں تو لان سے اٹھ کر آیا ہوں۔ کیوں خیریت۔؟"

"ہاں یار خیریت ہی ہے' بس یونہی ابھی تھوڑی دیر پہلے دل گھبرایا تو میں نے سوچا چلو اس کی آواز سن لوں' پتا نہیں فون کیوں نہیں اٹھا رہی؟ امی اور عانیہ کہاں ہیں۔؟"

"وہ تو بلو آنٹی کے گھر گئی ہیں صبح سے' بھابھی شاید واش روم میں ہوں گی' اسی لیے فون نہیں اٹھایا ہوگا' میں دیکھتا ہوں جا کر' شاید سو رہی ہوں۔"

"نہیں۔۔۔ میں پھر کرلوں گا' اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی رات' اب پتا نہیں کیسی ہے؟"

"اب بالکل ٹھیک ہیں' آپ فکر نہ کریں' تھوڑی دیر پہلے ہم نے اکٹھے ہی چائے پی ہے۔" اس کے تفکر پر فوراً" وضاحت دیتے ہوئے وہ بولا تھا' جب خضر نے کہا۔

"اچھا چلو وہ جاگ جائے تو اسے میرے فون کا بتا دینا' میں شام میں پھر کال کروں گا۔"

"ٹھیک ہے بتا دوں گا' آپ اپنا خیال رکھیے گا۔" اپنے مخصوص دھیمے لہجے میں کہہ کر اس نے ریسیور کریڈل پر ڈال دیا تھا۔ اندر کمرے میں تحریم اب بھی تکیہ بانہوں میں دبائے سسکیاں بھر رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

صبح تحریم جب ناشتا تیار کر رہی تھی' تب وہ شاور لے کر کچن میں ہی چلا آیا تھا۔

"تحریم۔۔۔ رات خضر کا فون آیا۔۔۔؟ کیا کہہ رہا تھا۔؟" اسے توقع نہیں تھی کہ عمر اس سے یہ سوال پوچھے گا۔ مگر پھر بھی وہ ہرٹ ہوئی تھی۔

"کچھ نہیں' رات میں فون نہیں آیا تھا اس کا۔"

"کیوں۔۔۔؟ میرا مطلب ہے اس نے خود مجھ سے کہا تھا کہ وہ رات میں فون کرے گا۔"

"مگر اس نے فون نہیں کیا' یاد نہیں رہا ہوگا۔" وہ اس موضوع کو ڈسکس کرنے سے بچنا چاہ رہی تھی' مگر عمر نے ایسا نہیں ہونے دیا۔

"آپ کہتی ہیں تو شاید ایسا ہی ہو' مگر حقیقت میں وہ جو کہہ دیتا ہے' کبھی بھولتا نہیں' آپ پتا نہیں کس دنیا میں رہتی ہیں' اب دیکھ لیجیے گا۔ وہ سارا قصور آپ کا نکال دے گا' اپنی پوزیشن صحیح رکھنے کے لیے وہ کہہ دے گا کہ اس نے فون کیا تھا' مگر کسی نے اٹینڈ نہیں کیا' یا یہ کہ کال ہی نہیں جا رہی تھی' جانتا ہے نا کہ آپ بہت سادہ ہیں' آسانی سے اپنا قصور ہی مان لیں گی' میں اپنے بھائی کا دشمن نہیں ہوں تحریم' بس میرا دل اس ظلم پر کڑھتا ہے جو آپ پر یہاں اس گھر میں ہو رہا ہے۔" بہت پھیکی سی ہنسی ہنس کر اس نے سر جھٹک دیا تھا' جب وہ اس کی طرف رخ پھیرتے ہوئے بولی۔

"تو میں کیا کروں۔۔۔؟ کوئی اگر آپ سے بے وفائی کرنے کی ٹھان لے تو آپ کیا کرسکتے ہیں؟ اگر آپ کی تقدیر میں کاتب تقدیر نے دکھ لکھ دیے ہوں تو آپ کیا کرسکتے ہیں' کوئی اپنی تقدیر سے لڑ تو نہیں سکتا۔"

"ہاں لیکن اپنی تقدیر کو اپنے ہاتھوں سنوار ضرور سکتا ہے۔" اس کے رونے انداز پر اس نے فوراً" مدلل لہجے میں جواب دیا تھا۔

"کس چیز کی کمی ہے آپ میں' صورت' سیرت' سلیقہ' سب کچھ ہے آپ کے پاس' پھر کیوں گھٹ گھٹ کر جئیں آپ۔۔۔؟ میں نہیں جانتا کہ میرا آپ سے کیا تعلق ہے' مگر حقیقت یہی ہے تحریم کہ میں آپ کو دکھی نہیں دیکھ سکتا' اگر آپ واقعی خوش رہنا چاہتی ہیں تو پھر پلیز وہی کیجیے جو میں آپ سے کہتا ہوں' دیکھیے گا' یہی آپ ہوں گی اور یہی میرے سب گھر والے' سب آگے پیچھے نہ پھریں تو کہنا' کیا آپ میرے خلوص پر شک کرسکتی ہیں۔۔۔؟"

"نہیں۔۔۔" آنسو بھری آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے آہستہ سے نفی میں سر ہلایا تھا۔ جواب میں وہ مشکور نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے دھیرے سے مسکرا دیا۔

"تھینکس۔۔۔"

صبح ناشتے کے بعد اس نے کسی کام کو ہاتھ نہیں لگایا تھا' دوپہر میں سسرال کے کونے شروع ہوئے تو اس نے صاف کہہ دیا کہ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے لہٰذا وہ کام نہیں کرسکتی' امی نے تو جیسے چکر آگیا تھا اس کی بات سن کر تیور بدلے ہوئے روکھے لہجے کے ساتھ قطعی بے خوفی سے جواب دیا تھا اس نے؟ کہ لمحہ بھر کے لیے تو وہ چپ کی چپ رہ گئی تھیں۔

اب بھی وہ عمر کے ساتھ کمرے میں تھی' ان کے کلیجے پر چھریاں چلا رہی تھی۔ خضر کی کال آنے سے پہلے اس نے عمر سے کہا تھا۔

"عمر۔۔۔ میرے خیال میں یہ سب ٹھیک نہیں ہے'

خواتین ڈائجسٹ
کی طرف سے
بہنوں کیلئے خوبصورت ناول

یہ گلیاں یہ چوبارے
فائزہ افتخار
قیمت ۔۔۔ -/250 روپے

اک نکتۂ ایمان
سعدیہ حمید چودھری
قیمت ۔۔۔ -/250 روپے

منگوانے کا پتہ
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37- اردو بازار، کراچی۔

www.pkdigest.com

امی آپ کی مجھ سے ہمدردی کو غلط رنگ دے رہی ہیں، مجھے یہ سب پسند نہیں، وہ لاکھ بےوفائی کرے، مگر میں تن، من، دھن سے صرف اسی کی ہوں، میں نے اب تک اسے اس تبدیلی کے بارے میں بھی نہیں بتایا جو میں پچھلے چند روز سے اپنے اندر محسوس کر رہی ہوں۔ میرا خیال ہے جب اسے یہ پتا چلے گا کہ وہ پاپا بننے والا ہے تو اسے سب کچھ بھول جائے گا، لوسی بھی۔“

قدرے جھجکتے اور شرماتے ہوئے اس نے وہ بات بھی عمر کو بتادی تھی جو سب سے پہلے وہ خضر کو بتانا چاہتی تھی، تاہم وہ دیکھ نہیں سکی کہ اس کی بات نے عمر کے چہرے پر کیسی بے کلی سی بکھیر دی تھی۔ اپنا اضطراب ضبط نہ کرتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

”ٹھیک ہے، اگر آپ سمجھتی ہیں کہ آپ صحیح نہیں کر رہیں تو پھر جیسی آپ کی مرضی، میں تو صرف آپ کی مدد کر سکتا ہوں، زبردستی آپ کو اپنی بات ماننے کے لیے مجبور نہیں کر سکتا۔“

ابھی اس نے بات مکمل کی تھی کہ فون بج اٹھا تھا، جسے اس کے ریسیو کرنے سے پہلے باہر لاؤنج میں مسز سیال اٹینڈ کر چکی تھیں، مگر انہیں لائن کلیئر نہیں ملی، تبھی اس نے دوبارہ کیا تو عمر نے لاؤنج والے فون کا پلگ نکال دیا۔

”خضر تحریم سے بات کرنا چاہتا ہے، آپ بعد میں بات کر لیجیے گا۔“ سیال بیگم اس سے دبتی تھیں، لہٰذا گھور کر چپ ہو رہیں۔

”ہیلو۔“ خضر کی ہیلو کے جواب میں اس نے بھرپور اعتماد سے ہیلو کہا تھا جب وہ بولا۔

”کہاں ہو یار، جب بھی فون کرو ملتی ہی نہیں ہو، مانا کہ مصروف رہتی ہو، مگر اتنی بھی کیا مصروفیت کہ شوہر سے بات کرنے کا وقت نہ ملے۔“ وہ گلہ کر رہا تھا، تحریم تلخی سے ہنس دی۔

”واپس کب آ رہے ہیں آپ، ایک ہفتے کا کہا تھا، کل نواں دن شروع ہو رہا ہے۔“

”اچھا، بڑا حساب رکھا ہوا ہے، بس آ رہا ہوں یار، ایک ہفتہ شاید اور لگے، اصل میں لوسی کی بہن مارے کی شادی ہو رہی ہے، پاپا نے کہا تھا ان کی طرف سے میں ہی یہ تقریب نمٹا کر آجاؤں، خیر تم یہ بتاؤ طبیعت کیسی ہے تمہاری۔۔۔؟“ وہ جلدی جلدی بول رہا تھا، سانس بھی پھولی ہوئی لگ رہی تھی۔

”ٹھیک ہوں، آپ کی آواز ٹھیک نہیں آ رہی، پھر بعد میں بات کرتے ہیں۔“

”اوکے، اوکے، اللہ حافظ۔“ اس کے لہجے کی نمی محسوس کیے بغیر، بنا محبت کے کلمات کے اس نے فون رکھ دیا تھا، پہلی بار وہ شاید اس سے بھی زیادہ جلدی میں تھا۔ تحریم ریسیور ہاتھ میں پکڑے پکڑے جیسے اندر سے کٹ کر رہ گئی۔

”تحریم۔۔۔ آر یو اوکے۔۔۔؟“ اس کی آنکھ سے جونہی آنسوؤں کے دو شفاف قطرے لڑھک کر گالوں تک آئے وہ پریشان ہو کر اس کے قریب چلا آیا۔ جواب میں اس نے فوراً اپنی آنکھیں رگڑ ڈالیں۔

”ہاں، آپ شاید ٹھیک ہی کہتے ہیں، میں خود ہی اپنی دشمن ہوں۔“ وہ چپ رہا تھا۔ اس وقت وہ اس سے کچھ کہنے کی پوزیشن میں تھا بھی نہیں۔

☼ ☼ ☼

خضر نے جس وقت بنا کسی کو بتائے گھر کی دہلیز کے اندر قدم رکھا، شام ڈھل رہی تھی۔ سامنے ہی لان میں عمر اور تحریم اسکواش کھیل رہے تھے۔ وہ ٹھٹک کر رکا تھا۔ پرسوں صبح ہی مسز سیال نے اسے تحریم کے بارے میں بہت سی عجیب و غریب باتیں بتائی تھیں، جنہیں سن کر ہی وہ سب کام ادھورے چھوڑ کر پہلی فرصت میں پاکستان چلا آیا تھا۔ عمر کی نگاہ اس پر پڑی تھی اور اس نے فوراً کھیل روک دیا تھا۔

”السلام علیکم، سرپرائز دینے کی عادت گئی نہیں آپ کی۔“ مسکرا کر اس کی طرف بڑھتے ہوئے اس نے گرم جوشی کا اظہار کیا تھا، مگر تحریم کی آنکھوں میں اسے اتنے دنوں کے بعد دیکھ کر بھی کوئی جگنو نہیں چمکا تھا، اسے دھچکا سا لگا۔

عمر سے مل کر اس نے سرسری سی نگاہ پھر اس پر ڈالی

تھی، جو سر جھکائے کسی مجرم کی طرح خاموش کھڑی اسے اتنے دنوں کے بعد دیکھنا بھی گوارا نہیں کر رہی تھی۔

”کیسی ہو تحریم۔۔۔؟“ بالآخر اس نے خود ہی پہل کی تھی، جواب میں ایک لمحے کے لیے سر اٹھا کر دیکھا۔

”ٹھیک ہوں، آپ تو جمعہ کو آ رہے تھے۔۔۔؟“

”ہاں، جمعہ کو ہی آنا تھا، مگر کل رات طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی اس لیے چلا آیا، تمہیں خوشی نہیں ہوئی۔۔۔؟“ عمر کو یکسر فراموش کیے وہ صرف اسے دیکھ رہا تھا، مگر تحریم کوئی جواب دیے بغیر اسے ایک نظر دیکھ کر اندر لاؤنج کی طرف بڑھ گئی۔

وہ سست روی سے قدم اٹھاتا اندر آیا تو کچن میں سیال بیگم کو رات کے کھانے کی تیاری کرتے دیکھ کر پھر حیران رہ گیا۔

”امی۔۔۔“ اپنا بیگ لاؤنج میں ہی پھینک کر وہ کچن تک آیا تھا۔ جب سبزی کاٹتی مسز سیال چونک کر پلٹتے ہوئے اسے سامنے پا کر مسرور ہوا تھیں۔

”آ گیا میرا بیٹا۔۔۔؟ ابھی تمہیں ہی یاد کر رہی تھی میں۔“ اسے پیار کرتے ہوئے وہ خاصی پرجوش لگ رہی تھیں۔ خضر نے ان کے دونوں ہاتھ تھام کے چوم لیے۔

”یہاں کیا کر رہی ہیں آپ۔۔۔؟ کسی چیز کی ضرورت تھی تو تحریم سے کہہ دیتیں۔“ اس کا کہنا غضب ہو گیا تھا، تحریم وہاں نہیں تھی، شاید تبھی وہ شروع ہو گئی تھیں۔

”جانے دو بیٹے، کیسی تحریم کیسا کام، تمہیں برا تو لگے گا، مگر جو بچے اپنی زندگی کے اہم فیصلوں میں اپنی ماں کی رضا کو اہمیت نہیں دیتے، انہیں ایک نہ ایک دن اپنے کرموں پر پچھتانا پڑتا ہے، کتنی اچھی اچھی لڑکیاں دیکھ رکھی تھیں میں نے تمہارے لیے، مگر تم لٹو ہوئے بھی تو کس پر، دو کوڑی کی لڑکی نہیں، ذرا پوچھو اس سے تمہارے پیچھے کیسے گل کھلائے ہیں اس نے عمر کے ساتھ، یک نہ شد دو شد، ایک سے دل نہیں بھرا، میرے دوسرے بیٹے کو بھی پھانس لیا چنڈال نے۔“ اس کے لہجے میں تحریم کے لیے نفرت ہی نفرت تھی۔ خضر کے لیے اس سے زیادہ برداشت کرنا ممکن نہیں تھا۔

”امی پلیز۔۔۔ میں ابھی تھک کر آیا ہوں، کیا یہ باتیں ہم بعد میں نہیں کر سکتے۔۔۔؟“ قدرے روکھے مگر التجائیہ لہجے میں کہہ کر اس نے خود کو صوفے پر گرا دیا تھا۔

رات کافی دیر تک وہ حیات صاحب، مسز سیال، عمر اور عائشہ کے ساتھ بیٹھ کر انگلینڈ کی باتیں کرنے کے بعد اپنے کمرے میں آیا تو تحریم دروازے کی طرف پشت کیے پہلو کے بل لیٹی تھی۔ وہ واش روم سے ہو کر لباس چینج کرنے کے بعد بیڈ پر آیا تو اسے جاگتے پا کر پوچھ بیٹھا۔

”امی نے تمہارے بارے میں جو کچھ بھی کہا ہے کیا میں تم سے اس کی وضاحت مانگ سکتا ہوں تحریم۔۔۔؟“

”نہیں۔۔۔“ جتنے ٹھہرے لہجے میں اس نے سوال کیا تھا، اتنے ہی ٹھہرے لہجے میں بنا اس کی طرف دیکھے وہ جواب دے گئی تھی۔

”کیوں۔۔۔؟“

”کیوں سے کیا مطلب، آپ کی طرح مجھے بھی وضاحتیں پیش کرنے کی عادت نہیں ہے، آپ کو کم از کم اپنی بیوی پر اعتبار ہونا چاہیے۔“ اس کا اندر اب بھی جل رہا تھا۔ خضر سمجھ نہ سکا کہ آخر ایک دو ہفتوں میں ایسی کیا قیامت آ گئی جو وہ اتنی بدل گئی۔

”تم مجھے بتاؤ گی کہ تمہیں کیا ہوا ہے۔۔۔؟“

”کچھ نہیں ہوا مجھے، آپ تھک کر آئے ہیں، سو جائیں، آپ کی ماما کو تو یونہی فضول بولنے کی عادت ہے۔“

”شٹ اپ۔۔۔ میں اپنی ماں کے لیے تمہارا ایسا گستاخانہ انداز برداشت نہیں کر سکتا۔“ وہ اچانک تپا تھا، تحریم کو لگا اس کی برداشت بھی جواب دے گئی ہو۔

”ہونہہ، ماں کے لیے اتنی سی بات برداشت نہیں ہوتی، اور بیوی کے لیے ایسی ہزاروں فضول باتیں سن کر بھی ایک لفظ نہیں نکلتا منہ سے۔“ اتنی ہی ہلکی تھی

www.pkdigest.com

میں تو کیوں زبردستی مجھے اپنانے کی ضد کی؟ اس وقت تو یہ ظاہر کرنے پر تلے تھے جیسے مجھے نہیں پایا تو زندہ نہیں رہیں گے۔" زخمی ناگن کی طرح پھنکارتی وہ اسے ہرٹ کر گئی تھی۔

"جہاں تک مجھے یاد ہے، میں نے اس بندھن کے لیے تمہاری رضا کے بعد ہی عملی قدم اٹھایا تھا، میرے پیچھے اگر تمہاری اور امی کی کوئی جنگ ہو بھی گئی ہے تو اس میں میرا کیا قصور ہے....؟"

"کسی کا کوئی قصور نہیں ہے، سارے میرے ہی قصور ہیں، مگر اب میں آپ کو یا آپ کی ماں کو کسی شکایت کا موقع نہیں دوں گی، میں نے آگے پڑھنا شروع کر دیا ہے، عمر کے ہاسپٹل میں جلد جاب بھی مل رہی ہے مجھے، پھر نہ گھر میں رہوں گی نہ کسی کے ساتھ کوئی جھگڑا ہو گا۔" وہ لڑکی جس کے منہ میں کل تک زبان نہیں تھی، سوائے "ہوں" اور "جی" کے جسے کچھ بولنا ہی نہیں آتا تھا اس وقت اس کی زبان کیسے فراٹے بھر رہی تھی، وہ بے حد حیرانی سے اسے دیکھتا رہ گیا۔

"کس کی اجازت سے جاب کرو گی تم....؟"

"اس میں کسی کی اجازت کی کیا ضرورت ہے، آپ اور آپ کی ماں، دونوں کو ہی اس بات پر اعتراض ہے کہ میں سیدھی سادی گھریلو لڑکی ہوں، وہ اس لوسی کی طرح الٹرا ماڈرن کیوں نہیں ہوں، اب بن کر دکھاؤں گی میں آپ کو الٹرا ماڈرن۔" اس کا انداز ایسا تھا کہ وہ شدید خفگی کے باوجود مسکرا دیا۔

"کیا کرو گی الٹرا ماڈرن بن کر....؟ مجھے تو اسی روپ میں اچھی لگتی ہو۔"

"یہی تو سب سے بڑا جھوٹ بولا ہے آپ نے مجھ سے، بہرحال مجھے نیند آ رہی ہے، آپ بھی سو جائیں۔"

"کیوں سو جاؤں، جب تک تمہارا دماغ ٹھکانے پر نہیں لاؤں گا نیند حرام ہے مجھ پر، مجھے کھل کر بتاؤ کیا ہوا ہے، کیوں اتنی بدگمان ہو گئی ہو تم مجھ سے....؟" ہاتھ بڑھا کر اسے زبردستی قریب کرتے ہوئے وہ اسے کنوِنس کرنا چاہ رہا تھا۔ جواب میں پٹ پٹ بولتی تحریم کے لبوں کو جیسے قفل لگ گیا۔

"کسی کو کچھ نہیں ہوا، پلیز سو جائیں آپ۔" اس بار آواز میں لرزش کے ساتھ ساتھ غصہ بھی تھا۔ وہ چند لمحوں تک خاموشی سے اسے دیکھتا رہا، پھر آہستہ سے اپنی گرفت سے آزاد کر دیا۔

"ٹھیک ہے اگر واقعی تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔" وہ پھر ہرٹ ہوا تھا۔ تحریم کو پشیمانی ہوئی مگر جانے کن سوچوں کے حصار میں جکڑی وہ اس سے معذرت نہ کر سکی۔

اگلی صبح جب وہ بے دار ہوا تو تحریم کمرے میں نہیں تھی، وہ بستر سے اٹھا اور شاور لے کر خود بھی کمرے سے باہر نکل آیا۔ صبح کا اجالا بھی پوری طرح نہیں پھیلا تھا، تحریم کچن میں تھی اور عمر اپنی ڈاکٹری چھوڑے فدا ہوتی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتا جانے اسے ایسے کون سے قصے سنا رہا تھا کہ وہ رف موڈ کے باوجود بھی مسکرا رہی تھی۔

"چائے بن جائے تو کمرے میں لے آنا، میں ویٹ کر رہا ہوں۔" کیسا بے حجاب انداز تھا اس کا، خضر آنکھوں سے دیکھ کر بھی یقین نہ کر پا رہا تھا۔

"او کے، میں ابھی آتی ہوں، آج جلدی چلیں گے، کل بھی لیٹ ہو گئے تھے۔" رات کی نسبت تحریم کا موڈ بھی فریش تھا۔ وہ چپ چاپ کچن کی دہلیز پر کھڑا خاموش نگاہوں سے انہیں دیکھتا رہا۔ جب عمر پلٹ کر اسے دروازے میں ایستادہ کھڑے دیکھ کر ٹھٹک گیا۔

"وعلیکم السلام، آج تو بڑی جلدی بے دار ہو گئے آپ...." وہ مسکرا رہا تھا، خضر جواب میں اسے وعلیکم السلام بھی نہ کہہ سکا۔ اس کی خاموش نگاہوں میں عجیب سی برہمی تھی، وہیں کچن کی دہلیز سے پلٹ کر وہ واپس اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا جب تحریم نے عمر سے کہا۔

"وہ خفا ہو گئے ہیں عمر، امی نے بہت غلط باتیں ڈالی ہیں ان کے ذہن میں، میں نہیں چاہتی وہ کسی غلط فہمی کا شکار ہو کر مجھ سے مزید دور ہو جائیں، رات بھی بہت ہرٹ کیا تھا میں نے انہیں۔"

"یہی تو معصومیت ہے آپ کی، پچھلے دنوں اس نے آپ کو کتنا ہرٹ کیا، مگر اسے احساس نہیں ہوا، آپ نے صرف ایک رات اس سے اچھے طریقے سے بات نہیں کی تو خود کو قصوروار سمجھنے لگیں....؟ بہت بھولا پن ہے آپ کا، آپ جیسی عورتوں کی وجہ سے ہی مردوں کا دماغ اتنا خراب ہو جاتا ہے کہ وہ عورت کو انسان سمجھتے ہی نہیں۔ کسی بھی جنگ میں فتح کے لیے ارادے مضبوط ہونا ضروری ہوتا ہے۔" ایک مرتبہ پھر اس کے کمزور پڑنے پر عمر نے اسے لمبا لیکچر سنا دیا تھا۔

"او کے، لیکن میرا نہیں خیال کہ وہ لوسی کو اپنی زندگی میں اتنی اہمیت دیتے ہوں گے جتنی مجھے دیتے ہیں۔"

"یہ بھی بھول ہے آپ کی، آئیے کچھ دکھاتا ہوں میں آپ کو۔" بہت نرمی سے اس کا ہاتھ تھام کر وہ اسے اپنے کمرے کی طرف لے آیا تھا۔

"یہ ڈائری دیکھیں، صرف ایک سال پہلے کی ہے، اس کے ایک ایک صفحے پر آپ کو خضر کی طرف سے لوسی چارلس سے دیوانہ وار محبت کا اعتراف ملے گا، یہ فوٹو دیکھیں، کتنے خوب صورت لمحے قید ہیں ان میں، دیکھیں تحریم، کیا صرف دوست کے کوئی اتنا قریب جا سکتا ہے۔" عمر نے جو تصاویر اپنی اسپیشل دراز سے نکال کر اس کے حوالے کی تھیں، انہیں ایک کے بعد ایک دیکھتے ہوئے وہ پھر اپنا ضبط کھونے لگی تھی۔

"آپ کیا سوچتی ہوں گی، میں یہ سب کیوں کر رہا ہوں....؟ کیوں مما کے اصرار کرنے پر بھی شادی نہیں کر رہا، ہے نا....؟" وہ واقعی یہ سوچ رہی تھی، اس وقت نہیں، دو روز پہلے، اور اس وقت اسے واقعی وہ جاننے کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی جو عمر اسے بتانے جا رہا تھا۔

"جائیں، خضر کو بتا کر آ جائیں، میں راستے میں سب بتاتا ہوں آپ کو۔" ڈریسنگ ٹیبل سے اپنا موبائل اور گاڑی کی چابی اٹھا کر وہ کمرے سے نکل گیا تھا، جب تحریم چادر لینے کے لیے اپنے کمرے میں چلی آئی۔ اس کی چال میں بے حد شکستگی تھی۔ الٹرا ماڈرن گھرانے کی بہو بننے کے بعد بھی اس نے پردہ ختم نہیں کیا تھا۔

"میں ہاسپٹل جا رہی ہوں عمر کے ساتھ، ناشتا بنا کر رکھ دیا ہے، شاور لے کر کر لیجیے گا۔" وہ کمرے سے نکل کر ٹیرس پر کھڑا جانے کن سوچوں میں کھویا تھا۔ جب بنا اسے مخاطب کیے وہ اطلاع دیتی وارڈ روب کھول گئی۔

"تم کسی کے ساتھ کہیں نہیں جا رہیں، سنا تم نے؟ آرام سے بیٹھو گھر اور سب کا ناشتا بناؤ۔" ضبط کی شدت سے اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ تاہم تحریم نے پروا نہیں کی، تازہ تازہ ابھی جو تصاویر اس نے دیکھی تھیں اس کے بعد اس کا خضر کی طرف دیکھنے کو بھی دل نہیں چاہ رہا تھا۔

"میں سب کی نوکر نہیں ہوں، آپ سے واسطہ ہے آپ کا ناشتا بنا چکی ہوں، باقی جسے جو چاہیے ہو گا اپنے لیے خود بنا لے گا۔"

"شٹ اپ...." وہ ٹیرس سے پلٹ آیا تھا، تحریم قدرے دبک کر اس کے غصیلے چہرے کا نظارہ کرنے لگی۔

"چلو کچن میں، عورت کا گستاخانہ روپ پسند نہیں کرتا میں۔"

"مجھے بھی مردوں کا انسانیت کے جامے میں رہنا ہی پسند ہے۔" اس لمحے خاموش رہنا اسے اپنی شکست لگ رہا تھا، تبھی وہ پھر درشتگی سے بولی تھی۔

"میری محبت کو میری کمزوری مت سمجھو تحریم میں عام مردوں جیسا نہیں ہوں، لیکن تمہاری وجہ سے اپنے گھر والوں کے سامنے ذلیل ہونا بھی کسی صورت گوارا نہیں ہے مجھے۔"

"تو کس نے کہا ہے ذلیل ہونے کے لیے، اتنی ہی بری ہوں تو چھوڑ دو مجھے۔" وہ بدگمانی کے حصار میں مقید ضد اور غصے کے اس مقام پر آ گئی تھی جہاں پہنچ کر عقل کام کرنا چھوڑ دیتی ہے۔ خضر کے لیے اس کے الفاظ کسی شاک سے کم نہیں تھے۔

"وہاٹ....؟" وہ روانی میں جو کہہ گئی تھی حقیقت

www.pkdigest.com

میں ان الفاظ کی سنگینی کا اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا۔

"ہاں' میرے صبر کی انتہا ہو چکی ہے' پچھتا رہی ہوں میں ایک بزدل اور بکے ہوئے انسان سے شادی کرکے' جس کی زندگی میں کل کوئی تھی' آج کوئی ہے' کل کوئی اور ہوگی' میری زندگی پر میرا اپنا حق ہے' کوئی زبردستی نہیں کرسکتا میرے ساتھ۔" اس کے اندر جو رقابت کی آگ لگی تھی' خضر اس سے واقف نہیں تھا' شاید تبھی ضبط کی انتہا سے گزرتے ہوئے اس نے رخ پھیرا تھا۔

"میرا خیال ہے تمہارا دماغ ضرورت سے زیادہ خراب ہو چکا ہے' چلو۔" اس کا بازو تھام کر' وہ زبردستی اسے اپنے ساتھ کھینچتے ہوئے کمرے سے باہر لے آیا تھا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے خضر' میرا بازو چھوڑیں۔۔۔؟" وہ منمنائی تھی مگر اس نے پروا نہیں کی' باہر عمر گاڑی میں بیٹھا اس کا انتظار کررہا تھا' وہ اسے کھینچتے ہوئے وہیں لے آیا۔

"چابی دو۔" تحریم کو گاڑی کی پچھلی سیٹ پر دھکیل کر اس نے غصیلی نگاہوں سے عمر کو گھورا تھا۔ جب وہ بولا۔

"کیا کررہے ہیں آپ؟ اور تحریم کو کہاں لے جارہے ہیں۔"

"بھابھی کہو' تحریم نہیں' میری بیوی ہے یہ' ہر طرح کا حق رکھتا ہوں اس پر' تم نکلو گاڑی سے۔" وہ اس وقت غصے میں تھا' عمر نے اس سے الجھنا مناسب نہ سمجھا اور چپ چاپ گاڑی سے نکل آیا۔ خضر نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور خاصی ریش ڈرائیونگ کرتے ہوئے اگلے بیس منٹ میں تحریم کو اس کے میکے پہنچا دیا۔

"میرا خیال ہے تم یہاں زیادہ خوش رہ سکتی ہو' ایک ہفتہ گزار کر بتا دینا' تمہیں چھوڑ دوں کہ واپس لے جاؤں۔" غصے اور ضد میں تو اس کی بھی کوئی مثال نہیں تھی۔ تحریم کے لیے اس کا یہ قدم قطعی غیر یقینی اور تکلیف دہ تھا۔ شدید ہرٹ ہو کر اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور باہر نکل آئی۔

"ٹھیک ہے' میں آپ کو یہاں خوش رہ کر دکھاؤں گی' آپ کو اپنی زندگی میں میری کمی کا احساس ہو تب لینے آجائیے گا' میں آپ کو کبھی آنے کے لیے نہیں کہوں گی۔" بات اتنی بڑھ جائے گی اسے قطعی گمان نہیں تھا' خضر غصے سے سر جھٹک کر گاڑی آگے بڑھا گیا۔

وہ گھر میں آئی تو حسان احمد صاحب گھر پر نہیں تھے' صرف اس کی دونوں بھابھیاں تھیں' اس نے فی الحال ان سے اپنا دکھ شیئر کرنا مناسب نہ سمجھا اور یہی بتایا کہ اس کا دل ملنے کو کررہا تھا' لہٰذا وہ چلی آئی۔ وہ دونوں کافی دیر تک اسے خضر کے حوالے سے چھیڑتی رہی تھیں اور اپنے آنسو ضبط کرتی بظاہر مسکراتی رہی' اسے یہ سوچ کر ہی تکلیف ہو رہی تھی کہ ہر بات میں اس کے ناز اٹھانے والا اس کا محبوب شوہر اب اس کی تکلیف کا احساس کیے بغیر اُلٹا ہرٹ کر رہا تھا۔

انگلینڈ جانے سے پہلے وہ ایسا نہیں تھا' اسی فیصد جذباتی خواتین کی طرح اس کے نزدیک بھی وہ بدل گیا تھا اور اس بدلاؤ کی جو وجہ اسے معلوم تھی' وہ اسے خضر کے لیے اچھا سوچنے نہیں دے رہی تھی۔ عورت کی گھٹی میں ایک بار شک پڑ جائے تو پھر جان چلی جاتی ہے اس شک کے اثرات دل سے نہیں جاتے۔

شام میں حسان صاحب جس وقت آئے اس وقت تک سوچ سوچ کر اس کی شریانیں پھٹنے کو قریب تھیں' اسے سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ حسان صاحب سے اپنا مسئلہ شیئر کرے یا نہیں؟ اگر نہیں' تو کہاں جائے؟ جس گھر سے اسے نکالا تھا اس گھر میں دوبارہ منہ اٹھا کر خود سے جانا اس کے لیے موت سے بدتر تھا' لہٰذا خوب سوچ کر رات کے کھانے کے بعد جب حسان صاحب اپنے کمرے میں سونے کے لیے آئے تب اس نے سر جھکا کر ہاتھ کے ناخنوں سے کھیلتے ہوئے کہا۔

"ابو۔ مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔"

"ہاں کہو بیٹے۔" اپنی پوری اولاد میں وہ سب سے زیادہ اسی سے پیار کرتے تھے۔

"ابو۔ اللہ گواہ ہے میں آپ کو اپنی وجہ سے کوئی تکلیف دینا نہیں چاہتی' مگر ابھی جو مسئلہ مجھے درپیش ہے وہ میں آپ کے سوا اور کسی سے شیئر نہیں کرسکتی۔" پلکوں کے گوشوں میں نمی چھپائے' وہ سر جھکا کر تمہید باندھتی انہیں پریشان کر گئی تھی۔

"کیا بات ہے بیٹے' کھل کر کہو' کہیں خضر سے جھگڑا تو نہیں ہو گیا۔۔۔؟" وہ بے چین ہو کر دوبارہ اٹھ بیٹھے تھے' جب اس نے کہنا شروع کیا۔

"نہیں ابو' میں نے ان سے کوئی جھگڑا نہیں کیا' لیکن جب میں یہاں سے رخصت ہو کر گھر میں گئی تھی تب سے ہی خضر کی ماں اور بہن نے میرا دل چھلنی کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی' اس پر بھی اس نے مجھ سے کہا کہ میں اس کے گھر والوں کا ہر ظلم چپ چاپ برداشت کروں کیونکہ میں ان کی من پسند بہو نہیں ہوں' میں نے یہ بھی کیا' اپنا آپ بھلا کر صبح سے شام تک کولہو کے بیل کی طرح کام کرکے' زبان کو چپ کا قفل لگا کے' ہر ممکن کوشش کی کہ اس کے گھر والوں کا دل جیت لوں' مگر میں ایسا نہیں کرسکی' صرف خضر کی محبت اور آپ کی عزت رکھنے کے لیے میں نے سب زیادتیاں چپ چاپ برداشت کیں' مگر۔۔۔ ابو' جس شخص کے لیے میں نے یہ سب برداشت کیا' بعد میں اسی کے بہن بھائیوں سے مجھے پتا چلا کہ وہ مجھ سے مخلص نہیں ہے' اس کا دل' وہاں انگلینڈ میں کسی یہودی عورت پر فریفتہ ہے' میں نے اس کی بہن کی اس بات پر بھی یقین نہیں کیا۔

اس کے بھائی نے مجھے اس کی ڈائری اور اس لڑکی کے ساتھ محبت اور عیاشی کی بہت سی تصویریں بھی دکھائیں' تب مجھے دکھ ہوا' اس پر بھی بجائے اس نے میرا دل صاف کرنے کے زبردستی اپنے ابو سے کہہ کر بزنس کا بہانہ کرکے اس لڑکی سے ملنے چلا گیا' وہاں جا کر پورے دس دن اس نے مجھ سے کوئی رابطہ نہیں رکھا' مجھے روتے دیکھ کر اس کے چھوٹے بھائی نے مجھ سے ذرا سی ہمدردی جتائی تو سب اس کے خلاف ہو گئے' اس کی ماں نے اتنے گھٹیا الزام لگائے مجھ پر کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتی' اوپر سے خضر نے بجائے ماں سے کچھ کہنے کے ان کی باتوں میں آکر خود چور ہوتے ہوئے زبردستی میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے گھر سے نکالا اور یہاں چھوڑ گیا' یہ کہہ کر کہ اگر میں اسے اس لڑکی کے ساتھ برداشت نہیں کرسکتی' یا اس کی ماں کا ہر ظلم چپ چاپ نہیں سہہ سکتی تو اس کے گھر میں میرے لیے کوئی جگہ نہیں۔"

اس کی آواز بھرا گئی۔ اپنی کہانی میں حسب ضرورت جھوٹ کا تڑکا لگا کر اس نے خود کو مظلوم اور خضر کو گنہگار ثابت کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

"ابو' میں مر جاؤں گی' مگر اس گھر میں دوبارہ ذلیل ہونے کے لیے نہیں جاؤں گی۔" "نہیں خاموش دیکھ کر اس نے فوراً" وہ بات بھی ان کے گوش گزار دی' جو اسے کب سے پریشان کررہی تھی۔ حسان صاحب نے چپ چاپ اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے بیٹے' ابھی تم سو جاؤ' کوئی ٹینشن نہیں لینا' صبح بات کروں گا میں ان سے۔۔۔" اسے اطمینان دلا کر انہوں نے سونے بھیج دیا تھا' مگر خود جیسے وہ کسی عذاب کی گرفت میں آگئے تھے۔ نہ اس پہلو قرار آرہا تھا' نہ اس پہلو' دل پر گھبراہٹ الگ شروع ہو گئی تھی۔ تحریم ان کے کمرے میں ان کے بیڈ کے قریب ہی

خواتین ڈائجسٹ
کی طرف سے
بہنوں کے لیے ایک اور ناول
بن روئے آنسو
فرحت اشتیاق
قیمت۔۔۔ -/200 روپے
منگوانے کا پتہ
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37- اردو بازار' کراچی۔

www.pkdigest.com

پہلو بدل کر سو رہی تھی، مگر اسے بھی ان کی تکلیف کا اندازہ کہاں تھا۔ شب کے ساڑھے تین بج رہے تھے جب دل پر بڑھتے بوجھ نے ان کی ہمت پست کردی، تحریم کو لاکھ کوشش کے باوجود نیند نہیں آرہی تھی، اس نے جونہی پہلو بدل کر رخ حسان صاحب کی طرف کیا انہیں دل پر ہاتھ رکھے تکلیف میں دیکھ کر فوراً اپنے بستر سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ابو۔۔۔" از حد متفکر ہو کر وہ ان کی طرف لپکی تھی، مگر تب تک وہ بے ہوش ہو کر نیچے گر پڑے تھے۔

وہ ہاسپٹل کے کوریڈور میں سر جھکائے بیٹھی حسان صاحب کی لمبی عمر کے لیے دعا کررہی تھی جب عمر سست روی سے چلتا اس کے قریب آبیٹھا۔

"انکل کی طبیعت اب پہلے سے بہتر ہے تحریم، آپ فکر نہ کریں۔" وہ کل پوری رات سے اس کے ساتھ جاگ رہا تھا، تحریم اس کے احسانوں کا قرض چاہ کر بھی اتار نہیں سکتی تھی۔

"مم۔۔۔ میں کمرے میں ان کے پاس جاسکتی ہوں۔۔۔؟"

"نہیں، ابھی تو ان کو شفٹ کیا ہے، وہ ہوش میں بھی نہیں ہیں، جیسے ہی صبح ہوتی ہے آپ ان سے مل لینا، ابھی تو آپ کے دونوں بھائیوں کو بھی بڑی مشکل سے گھر بھیجا ہے میں نے، پر آپ کی ضد کے سامنے کس کی چلتی ہے؟" ہلکی ہلکی بڑھی ہوئی شیو میں وہ خود بھی نڈھال لگ رہا تھا۔ تحریم نے اپنی آنکھیں دوپٹے سے خشک کرلیں۔

"میں آپ کی بہت مقروض ہوں عمر، حقیقی معنوں میں آپ نے میرا بڑا ساتھ دیا ہے، کاش خضر بھی ایسا ہی ہوتا۔" تعریف کے ساتھ اسے نشتر بھی چبھو گئی تھی۔ عمر کے لبوں پر پھیکی سی مسکان بکھر گئی۔

"خضر کیسے ہیں، کیا انہیں ابو کے بارے میں بتایا آپ نے۔۔۔؟"

"ہاں، وہ سو رہا تھا شاید دن میں چکر لگائے۔ مجھے اس بات کا دکھ ہے کہ اسے آپ جیسی عظیم لڑکی کی قدر نہیں ہے، سچ کہتا ہوں تحریم، اگر خضر کی بجائے آپ میری ہمسفر ہوتیں تو ہماری زندگی ایک بے مثال زندگی ہوتی، پتا ہے، امی نے جو لڑکی میرے لیے پسند کر رکھی ہے اس کی کوئی ایک ادا بھی مجھے پسند نہیں ہے، آپ جیسی کوئی ایک بات بھی نہیں ہے اس میں۔" وہ کہہ رہا تھا اور تحریم نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنا شروع کردیا۔ اسے عمر کے الفاظ بہت عجیب لگے تھے تاہم اس کے خلوص پر شک کرنا اس کے لیے باعث شرم تھا۔ تبھی پھیکی سی مسکان لبوں پر بکھیر کر رہ گئی۔

"سب نصیب کے کھیل ہیں عمر، لیکن اب آپ بھی شادی کے لیے سنجیدہ ہوجائیے، زندگی میں ہر کسی کو پسند کا ہمسفر نہیں ملتا۔"

"کوشش کی جائے تو مل بھی سکتا ہے۔" وہ مسکرایا تھا۔ تحریم خاموشی سے رخ پھیر گئی۔

صبح کا اجالا پھیلا تو اس کی دونوں بھابھیاں اور بھائی اسپتال آگئے، عمر ایک دو گھنٹے ریسٹ کے لیے گھر گیا تھا، وہ بھی گھر چلی آئی۔ اسے بے حد دکھ ہوا۔

رات بھر کے رتجگے اور پریشانی نے اس کے اعصاب جیسے شل کردیے تھے وہ تین گھنٹے سونے کے بعد وہ دوبارہ ہاسپٹل آئی تو عمر حسان صاحب کے بیڈ کے قریب کرسی پر بیٹھا ان سے باتیں کررہا تھا۔

تحریم انہیں ہوش میں دیکھتے ہی لپک کر ان کی طرف بڑھی تھی اور روتے ہوئے ان کے سینے سے جا لگی تھی۔ اس کا بھائی بھی، جس کے ساتھ وہ آئی تھی، حسان صاحب کا ہاتھ تھام کر ان کے سرہانے بیٹھ گیا تھا۔ عمر جو پہلے جانے ان سے کیا کیا باتیں کررہا تھا اب ان دونوں کی موجودگی میں چپ ہوگیا۔

ان کے ہاسپٹل کو تیسرا دن تھا، جب خضر نے ہاسپٹل کا چکر لگایا، وہ انہیں دوا پلا رہی تھی اور عمر پاس بیٹھا اسے اصرار کرتے دیکھ کر مسکرا رہا تھا جب اس کمرے کی دہلیز پر قدم دھرتے ہی اس کی پہلی نگاہ ان دونوں پر پڑی اور وہ جیسے دہلیز پر ہی جل کر بھسم ہوگیا۔ اب تک وہ اس بات کو سیریس نہیں لے رہا تھا، صرف ضد اور بدگمانی چل رہی تھی، مگر اب ان دونوں کو پھر ساتھ دیکھ کر اس کے دل میں شدید غلط فہمی نے جگہ لی

سست روی سے تھکے تھکے قدم اٹھاتا وہ حسان صاحب کے قریب آیا تو ان کی پیشانی پر اسے دیکھتے ہی بل پڑ گئے، تحریم بھی جو پہلے مسکرا رہی تھی، اس کی وہاں موجودگی کو محسوس کرتے ہی اٹھ کر سائیڈ پر ہوگئی۔

"السلام علیکم۔۔۔" ہر بات کو نظر انداز کرتا وہ پھر بھی پورے خلوص سے حسان صاحب کی طرف متوجہ ہوا تھا۔ جواب میں انہوں نے وعلیکم السلام کہتے ہوئے سر تکیے پر ڈال دیا۔

"مجھے آج ہی مما نے آپ کی ناساز طبیعت کا بتایا تھا، اب کیسی طبیعت ہے آپ کی۔۔۔؟"

"ٹھیک ہوں۔" ان کا جواب مختصر تھا۔ خضر ان کے روکھے لہجے کو محسوس کررہا تھا۔

"تم گھر آؤ، مجھے بہت سی باتیں کلیئر کرنی ہیں تم سے۔" وہ عمر کی طرف متوجہ ہوا اور الوداعی نگاہ حسان صاحب پر ڈالنے کے بعد تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے کمرے سے نکل گیا۔ عمر رات میں گھر آیا تو وہ لاؤنج میں بیٹھا اس کا انتظار کررہا تھا۔

"جی فرمائیے، کیا بات کرنی تھی آپ کو مجھ سے۔۔۔؟" وہ تھکن سے چور ہونے کے باعث فوری طور پر اپنے کمرے میں جانا چاہتا تھا، مگر خضر کو لاؤنج میں بیٹھے دیکھ کر خود بھی وہیں آبیٹھا۔ جواب گہری نگاہوں سے اسے گھورنے کے بعد پوچھ رہا تھا۔

"تحریم سے کیا چکر چل رہا ہے تمہارا۔۔۔؟"

"آپ کو کیا چکر لگتا ہے۔۔۔؟" اسے پتا تھا وہ اس سے اسی قسم کا سوال پوچھے گا، تبھی رسان سے سوال کے جواب میں سوال کردیا۔ تو وہ چڑ گیا۔

"جو پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو، فضول بکواس سننے کی عادت نہیں ہے مجھے۔۔۔!"

"میں بھی فضول بولنے کا شوقین نہیں ہوں، وہ آپ سے بے زار ہے، اور میری ذات میں اپنا مسیحا ڈھونڈتی ہے، میں اسے مزید دکھی نہیں کرسکتا۔"

"پہلے کیا دکھ ہے اسے۔۔۔؟ اور تم کس خوشی میں اس کی ہمدردی کا بخار چڑھائے پھر رہے ہو، میں تمہیں اس پر کسی ایک غلط نگاہ کے لیے بھی معاف نہیں کروں گا۔"

"مجھے آپ کی معافی کی ضرورت بھی نہیں ہے، اس نے اپنے ابو سے بات کرلی ہے، جہاں تک میرا خیال ہے اگلے دو چار روز میں آپ کو خلع کا نوٹس مل جائے گا۔"

"شٹ اپ۔۔۔" چلا کر اس پر دھاڑتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ جب عمر نے کہا۔

"آپ کے چلانے سے وہ رکنے والی نہیں ہے، اس کے بقول آپ سے اس کی شادی اس کی زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی، جتنا مما اور عانیہ نے اسے ذہنی طور پر ٹارچر کیا ہے اس کے بعد یہ اس کا رائٹ بھی بنتا ہے، جس میں کوئی اور ہو نہ ہو میں اس کا حامی ہوں۔" ٹھہرے ہوئے بے خوف لہجے میں کہتا وہ جیسے اس کا جگر کاٹ رہا تھا۔

"آپ کو اس جیسی لڑکی کی قدر نہیں ہے، لیکن میں اس کی قدر کرکے دکھاؤں گا، یہیں اسی گھر میں خود مما اسے میرے لیے اپنی رضا سے لے کر آئیں گی۔"

"بکواس بند کرو۔" خضر کو لگا غصے کی شدت سے اس کے دماغ کی شریانیں کسی بھی لمحے پھٹ جائیں گی، عمر اسے عذاب میں دھکیل کر چپ چاپ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

کمرے میں مکمل اندھیرا کیے وہ پچھلے کئی گھنٹوں سے اپنا جگر پھونک رہا تھا۔ رات عمر نے جو باتیں اس سے کی تھیں وہ ابھی تک اس کے ذہن میں گردش کرتی، اس کے اعصاب کمزور کررہی تھیں، سوچ سوچ کر اس کا دماغ پھٹنے کو تھا کہ آخر چند دنوں میں ایسا کیا ہوگیا تھا جو حالات اتنے خراب ہوگئے تھے۔ اس کا بس نہ چلتا تھا کہ تحریم کے ساتھ ساتھ عمر کو بھی گولی مار دے

www.pkdigest.com

جس نے اس کی محبت اور عزت پر نظر رکھی تھی۔

رات بھر کی ذہنی پریشانی کا نتیجہ یہ نکلا کہ صبح وہ تیز بخار میں پھنک رہا تھا' ذہن کے ساتھ ساتھ دل پر بھی بوجھ محسوس ہو رہا تھا' مسز سیال اس کے دیر تک کمرے سے نہ نکلنے پر متفکر ہو کر اس کے کمرے میں آئیں تو اسے تیز بخار میں مبتلا دیکھ کر پریشان ہو گئیں۔

"خضر... میری جان... تمہیں کتنا تیز بخار ہو رہا ہے۔" وہ عورت جیسی بھی تھیں' مگر ماں ویسی ہی تھیں جیسی اسی فیصد درمیانے گھرانے کی خواتین ہوتی ہیں۔ خضر نے انہیں اپنے قریب پا کر آنکھیں کھول دیں۔

"کیا ہوا ہے... اپنی ماں کو بتاؤ' کل پورے دن گھر سے غائب رہے ہو' رات کا کھانا بھی نہیں کھایا' اور اب بھی... بتاؤ بیٹے کیا بات ہے؟ کہیں اس لڑکی نے تو پھر کوئی فتنہ کھڑا نہیں کر دیا...؟" ان کے الفاظ پر خضر کے دل میں پھر درد کی ہلکی سی ٹیس اٹھی تھی۔

"نہیں امی' آپ کے لیے تو خوشخبری ہے' وہ مجھ سے جان چھڑا رہی ہے۔"

"کیا...؟" وقتی طور پر انہیں خاصا دھچکا لگا تھا۔ جب وہ خشک لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے قدرے ضبط سے بولا۔

"ہاں امی... وہ اب اس گھر میں ہی رہنا چاہتی ہے نہ آپ کے بیٹے کے ساتھ' آپ خوش ہو جائیں میری محبت اور شادی دونوں ناکام ہو گئی ہیں' اب یہاں کوئی وجود وہ نہیں ہو گا جو آپ کو پسند نہیں۔"

وہ محسوس کر سکتی تھیں کہ ان کے لہجے میں بہت درد تھا۔ شاید کبھی وہ اس سے نگاہ چرا گئی تھیں۔ لاکھ وہ اس سے عداوت رکھتی تھیں' اس کا وجود انہیں اپنے گھر میں برداشت نہیں ہوتا تھا۔ مگر وہ یوں اچانک ان کے بیٹے کی زندگی کو سولی پر لٹکا دے گی اس کا گمان نہیں تھا۔

خضر بہت چپ رہنے لگا تھا' کھانا پینا تو جیسے اسے یاد ہی نہیں رہتا تھا' سارا دن آفس میں گزار کر رات گئے گھر لوٹتا اور صبح ناشتا کیے بغیر چپ چاپ گھر سے نکل جاتا' عانیہ بھی اس کے حال پر بے حد پریشان تھی' وہی تو تھا جو اس کی ہر خواہش فرمائش بنا کہے پوری کر دیتا تھا' اس کے لاڈ بھی وہی اٹھاتا تھا' عمر کو تو خود سے ہی فرصت نہیں ملتی تھی۔

حیات احمد صاحب پاکستان میں نہیں تھے لہٰذا انہیں بیٹے کی زندگی میں آئے بھونچال کی خبر نہ ہو سکی۔

اس روز مسز سیال نے بیٹے کے لیے اپنی ممتا کے ہاتھوں مجبور ہو کر حسان صاحب سے فون پر بات کی تھی' مگر وہ جواب میں انہیں اتنا کچھ سنا گئے تھے کہ ان کی کچھ کہنے کی ہمت ہی نہ ہو سکی۔ کتنی باتیں ایسی تھیں' جو عمر سے منسوب تھیں' اور کیسے افسوس کی بات تھی کہ وہ بے خبر تھیں' انہیں تو حسان صاحب کے ہارٹ اٹیک کا بھی نہیں پتا تھا' صرف عمر نے آپریشن کا بتایا تھا جو انہوں نے فوراً" خضر کو بتا دیا تھا' اندر کی کیا کہانی تھی انہیں کچھ پتا نہیں تھا۔

دن بہ دن گرتی خضر کی صحت اور مستقل چپ نے انہیں پشیمانیوں کے سمندر میں دھکیل دیا تھا' اس شام عمر گھر آیا تو وہ اس سے الجھ پڑیں۔

"عمر' یہ تحریم کے گھر والوں کے ساتھ کیا چکر چلایا ہوا ہے تم نے...؟"

"کیوں' کیا ہوا...؟" خضر سے حسب توقع نتائج حاصل کرنے کے بعد اب اسے اپنی ماں کے سوالوں سے نبٹنا تھا۔

"کیا ہوا...؟ کتنی فضول بکواس کی ہوئی ہے تم نے ان سے' کب ظلم کیے ہیں ہم نے ان کی بیٹی پر' دوسری لڑکیاں کیا شادی کے بعد سسرال میں کام نہیں کرتیں؟ اور یہ خضر اور لوسی کے تعلق کی کیا فضول کہانیاں سنا رکھی ہیں تم نے ان کو' شرم نہیں آتی اپنے سگے بھائی کے خلاف ایسی بکواس کرتے ہوئے۔" وہ دھاڑی تھیں' جب وہ درسان سے صوفے پر ٹکتے ہوئے بولا۔

"بھائی کو شرم آئی تھی میری محبت مجھ سے ہتھیاتے ہوئے...؟" خضر اندر اپنے کمرے میں سب سن رہا تھا۔ اس کے اس انکشاف پر اس کے ساتھ

ساتھ سیال بیگم بھی حیران ہوئی تھیں۔

"کون سی محبت...؟"

"تحریم حسان' پوچھیں بھائی سے اس کے بارے میں' کس نے پہلے اپنے احساسات ان سے شیئر کیے تھے' مجھے اچھی لگی تھی وہ' بنا اس سے بات کیے' اسے جانچے پرکھے' میں نے اسے پانے کی تمنا پالی تھی اپنے اندر' یہ تو ان دنوں لوسی چارلس کی زلفوں کے اسیر تھے' بھول گئیں آپ وہ دن جب یہ اس کے لیے آپ کو قائل کر رہے تھے' لوسی لوسی کرتے زبان نہیں تھکتی تھی ان کی' مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں نے تحریم کو ان سے ڈسکس کر لیا' اور انہوں نے میرے ایگزیم کا فائدہ اٹھا کر یہاں شدید گرمی کے باوجود چکر لگا کر اسے اپنے دام الفت میں پھنسا لیا' کسی نے میرے دکھ کو محسوس کیا...؟ میرے آنسو نظر آئے کسی کو' امبر بھی جانتی تھی کہ میں اس میں انٹرسٹڈ ہوں' اس کے باوجود اس نے بھائی کا ساتھ دیا' کیوں...؟

میں اپنی محبت سے دستبردار نہیں ہو سکتا تھا' میں سب کچھ چھوڑ سکتا ہوں' مگر تحریم حسان کو نہیں' اسے پانے کے لیے مجھے کتنا ہی گر نا پڑے' اپنی جاب' اپنے مستقبل کو داؤ پر لگانا پڑے میں لگاؤں گا' بہت قریب سے دیکھا ہے میں نے اسے' اب اس کے تصور کو ذہن سے جھٹکنا میرے لیے ممکن نہیں۔" وہ اچھا خاصا تلخ ہو گیا تھا۔

مسز سیال کے ساتھ ساتھ اس کے الفاظ نے عانیہ کو بھی شاکڈ کر ڈالا تھا۔ اندر کمرے میں خضر نے ایک اور سگریٹ جلا لیا۔

اسی روز شام میں تحریم نے اس کے سیل پر کال کی تھی۔

"ہیلو۔" اس کی آواز نہیں نکل رہی تھی' دوسری طرف تحریم نے چند پل خاموشی کی نذر کرنے کے بعد کہا تھا۔

"میں تحریم... آپ سے ضروری بات کرنی تھی۔"

"ہاں کہو۔" اتنے روز کے بعد اس کی کال نے اس کی ہارٹ بیٹ مس کر دی تھی۔ دوسری طرف وہ پھر فوری طور پر کچھ نہ بول سکی۔

"آپ نے کہا تھا' ایک ہفتہ اپنے میکے میں گزارنے کے بعد میں آپ کو بتا دوں کہ مجھے آپ کے ساتھ رہنا ہے یا آپ کو چھوڑنا ہے۔"

"ہاں..."

"میں نے فیصلہ کر لیا ہے' مجھے آپ کے ساتھ نہیں رہنا۔" سن سے کوئی تیر جیسے لمحوں میں اس کے اندر اتر کر اس کا جگر چیر گیا تھا۔

سنو...

کبھی جو احساس ہو تم کو کہ تم اچھا نہیں کرتے
جو مجھ کو یوں رلاتے ہو' لہو میرا جلاتے ہو
اگر اس آگ میں جل کر میں اک دن راکھ ہو جاؤں
مجھے دل سے بھلا دینا' سمندر میں بہا دینا
مگر یہ یاد رکھنا تم' خدا سے یہ دعا کرو
کہ جو اچھا لگے تم کو
وہ تم جیسا کبھی نہ ہو۔

"او کے۔" ڈوبتے لہجے میں کہہ کر اس نے لائن ڈس کنکٹ کر دی تھی۔

اس روز مسز سیال نے اسے روتے ہوئے دیکھا تھا اور تحریم کے فیصلے نے ان کے جگر پر جیسے چھری چلا دی تھی' جس بیٹے نے ہمیشہ انہیں عزت' مان' محبت دی تھی' اسی بیٹے کی خوشیوں کا نگر اجاڑنے میں اپنی طرف سے کوئی کسر انہوں نے بھی نہیں چھوڑی تھی۔

تحریم پچھلے کئی روز سے اپنی بھابھیوں کی دبی دبی آوازیں' نت نئی باتیں سن کر بھی اپنے فیصلے پر سختی سے قائم تھی کیونکہ ابھی چند روز قبل ہی عمر نے اسے بتایا تھا کہ خضر اسے جلانے اور جھکانے کے لیے لوسی سے شادی رچا رہا ہے' اس کے سر پر بھی آسمان گرا تھا' مگر اپنا پلڑا بھاری رکھنے کے لیے اس نے اس سے پہلے ہی اسے اپنا فیصلہ سنا دیا تھا' اور عمر کی مدد سے خود کو بکھرنے سے بچانے کے لیے "ڈے کیئر سینٹر" میں جاب بھی شروع کر دی تھی۔

اس روز وہ ابھی جاب پر جانے کی تیاری ہی کر رہی تھی جب مسز سیال خود وہاں چلی آئیں۔ تحریم کا دل

www.pkdigest.com

انہیں دیکھ کر دکھا تھا اس کے باوجود انہیں سلام کرکے حسان صاحب کے کمرے میں لے آئی تھی۔ ایک بھابھی اس کے میکے گئی تھی اور دوسری ناشتا تیار کر رہی تھی۔

اتنی صبح مسز سیال کی اپنے گھر میں موجودگی نے اسے خاصا ڈسٹرب کردیا تھا اب جبکہ وہ خود کو صبر کرنا سکھا رہی تھی تو وہ اس کے زخم ہرے کرنے پھر آگئی تھیں۔

حسان صاحب انہیں دیکھ کر بستر پر اٹھ بیٹھے تھے جب سلام دعا کرنے کے بعد انہوں نے پوچھا۔

"اب کیسی طبیعت ہے آپ کی۔؟"

"پہلے سے بہتر ہوں الحمدللہ" آپ سنایئے اتنی صبح صبح کیسے تشریف آوری ہوئی۔" تحریم کی وجہ سے وہ عورت اب انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی اور یہ بات شاید مسز سیال بھی جان گئی تھیں' تبھی تحریم کو دیکھتے ہوئے نرم لہجے میں بولیں۔

"میں اپنی بیٹی کو گھر لے جانے کے لیے آئی ہوں' مجھے معلوم ہے مجھ سے کچھ کوتاہیاں ہوئی ہیں' جن کی وجہ سے اس کا مجھ سے دل خراب ہوا' لیکن میرے بیٹے کا اس میں کوئی قصور نہیں' آپ صرف ایک بار چل کر اس کا حال دیکھ لیں' سب کچھ خود ہی صاف ہوجائے گا آپ پر۔"

"دیکھا تھا میں نے انہیں پرسوں' کسی بوتیک سے نکل رہے تھے جناب' اپنی ہونے والی نئی دلہن کے لیے خریداری کرکے' کیسی ماں ہیں آپ کو بیٹے کی غلط حرکتیں نظر ہی نہیں آتیں' کسی اور کی بیٹی کی چاہے ساری زندگی داؤ پر لگ جائے۔" جواب حسان صاحب کی بجائے تحریم نے دیا تھا اور خاصی بدتمیزی سے دیا تھا۔ تبھی وہ چونکیں۔

"کون سی نئی دلہن' اور کس کی نئی دلہن۔؟"

"آپ کے بیٹے خضر صاحب کی' اور کس کی' بے خبر تو نہیں رکھا ہوگا اس نے آپ کو' جو بے شرمی سے سفارشی بنا کر یہاں بھیج دیا۔"

"اس نے نہیں بھیجا ہے' میں خود آئی ہوں' وہ تو شہر میں ہی نہیں ہے۔"

"جی معلوم ہے مجھے' دوسری شادی کی تیاری میں مصروف ہیں جناب' اور میں۔ جوان کی پسند کی پہلی بیوی ہوں' مجھے پیغام دے رہے ہیں کہ میں خود اپنے ہاتھوں اپنے معصوم بچے کا قتل کردوں' جو ابھی اس دنیا میں آیا ہی نہیں' کیوں۔؟ وہ مجھ سے جان چھڑانا چاہتا ہے چھڑالے' زبردستی کسی تعلق کی میں بھی قائل نہیں ہوں' پڑھی لکھی ہوں اپنا بوجھ خود اٹھا سکتی ہوں۔" کتنا غبار جمع تھا اس کے اندر' مسز سیال کی آنکھیں اس کے نئے انکشاف پر حیرانی سے پھیل گئیں۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو تم' اسے تو ایسی کسی بات کی خبر بھی نہیں ہے۔"

"جھوٹ ہے یہ' عمر نے خود بات کی تھی اس سے۔" اس کا لہجہ بھر آگیا تھا۔

"نہیں کی عمر نے کوئی بھی بات اس سے' تم دونوں کے بیچ جتنی بدگمانیاں ہیں سب اسی کی پیدا کردہ ہیں' اس نے خضر سے کہا کہ تم اس سے چھٹکارہ چاہتی ہو مت برباد کروانا گھر کسی کے لیے۔" وہ بھی جیسے اپنا ضبط کھو بیٹھی تھیں۔ تحریم کے ساتھ ساتھ حسان صاحب بھی ان کی بات پر حیران ہوئے تھے۔ تبھی وہ نم لہجے میں پھر بولی تھیں۔

"عورت کے لیے گھر بنانا اور بسانا بہت مشکل ہوتا ہے' کسی بھی فیصلے کا مرد کی زندگی پر اتنا اثر نہیں پڑتا جتنا عورت کی زندگی پر پڑتا ہے' تم کیا جانو' عورت کو کیسی کیسی قربانیاں دینی پڑتی ہیں اپنا بھرم بنائے رکھنے کے لیے' مرد جتنا بھی پیار کرنے والا ہو' عورت کو خود پر حکمرانی کی اجازت کبھی نہیں دیتا۔

آج اس کے نام سے منسوب ہو' ہزاروں پر بھاری ہو اس سے الگ ہوکر کیا حیثیت رہ جائے گی تمہاری؟ اور اگر بچے کا معاملہ بھی ہے تو کیوں اب تک یہ بات اس سے یا مجھ سے چھپا کر رکھی تم نے؟ کوئی دوسری عورت نہیں ہے اس کی زندگی میں' کوئی بھی نہیں۔" وہ رو رہی تھیں' تحریم از حد شاکڈ انداز میں ان کی

طرف دیکھتے ہوئے بیڈ پر بیٹھ گئی۔ مسز سیال اب اپنی آنکھیں خشک کرتے ہوئے حسان صاحب سے کہہ رہی تھیں۔

"میں جانتی ہوں آپ اپنی بیٹی سے بہت پیار کرتے ہیں' مگر بہت پیار کرنے والے والدین کو بھی اپنی بیٹیاں اپنے گھروں میں بستی اچھی لگتی ہیں' اگر کوئی مسئلہ ہو بھی گیا تھا تو آپ مجھ سے یا حیات صاحب سے بات کر سکتے تھے' اس کل کے لڑکے کی جھوٹی باتوں میں آکر بات کو کتنا آگے بڑھا دیا آپ نے' مجھے آپ سے ایسی سمجھ داری کی امید نہیں تھی' بہرحال اگر آپ کو لگتا ہے کہ آپ کی بیٹی' میرے بیٹے سے الگ ہوکر یہاں زیادہ خوش رہ سکتی ہے تو جیسے آپ کی مرضی۔" اپنی بات مکمل کرنے کے ساتھ وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔

حسان صاحب اس وقت لمحوں میں معاملے کی تہ تک پہنچ کر تحریم کو اپنا فیصلہ سنا گئے تھے۔

☼ ☼ ☼

پورے گھر میں عجیب سا سناٹا پھیلا تھا اور وہ خالی دل و دماغ کے ساتھ عمر کے کمرے میں بیٹھی اس کی پرسنل ڈائری کے اوراق پر نگاہیں دوڑا رہی تھی۔ خضر گھر آچکا تھا جبکہ عمر' خضر سے اس کی ڈائیورس کے پیپرز تیار کروانے میں مصروف گھر سے باہر تھا۔

وہ جس وقت سیال بیگم کے ساتھ گھر آئی' لاؤنج میں بیٹھے خضر کو دیکھ کر ٹھٹک گئی۔

سیال بیگم کے بقول وہ شہر سے باہر تھا' مگر اس وقت وہ اسے اپنی آنکھوں کے سامنے بیٹھا دیکھ رہی تھی۔ بظاہر اس کی آنکھوں کے نیچے حلقے نہیں پڑے تھے' اس کا چہرہ بیماری سے پیلا بھی نہیں ہوا تھا' مگر اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی بڑھی ہوئی شیو کے ساتھ وہ اتنا نڈھال دکھائی دے رہا تھا کہ تحریم کا دل اسے دیکھتے ہی اس کے سارے قصور بھلا گیا۔

مسز سیال اسے خضر کے پاس چھوڑ کر خود مغرب کی نماز ادا کرنے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔ تب تحریم کو اپنے سامنے دیکھ کر وہ حیران سا اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔

"تم۔؟" اسے شاید توقع ہی نہیں تھی کہ وہ خود سے دوبارہ اس گھر میں آسکتی ہے۔ تحریم اس کی حیرانی پر خاموش کھڑی اپنے آنسو ضبط کرنے کی کوشش کرتی رہی۔

"اوہ میں سمجھ گیا' تم شاید ڈائریکٹ ڈائیورس کے لیے یہاں آئی ہو' ویل' کوئی بات نہیں' زبردستی تو تمہیں اپنی زندگی میں شامل بھی نہیں کیا تھا' پھر روکوں گا کیوں؟ لیکن یہ یاد رکھنا تحریم' کوئی مجھ سے زیادہ تمہیں کبھی نہیں چاہ سکے گا' تم چاہے جس کے ساتھ زندگی بسر کرو' مگر میں اپنی تنہائیوں کے ساتھ ہمیشہ تمہیں یاد آتا رہوں گا' ابھی تم کسی سچائی سے آگاہ نہیں ہو' لہٰذا پلیز صرف ایک بار وہ ڈائری پڑھ لو' جو عمر نے خود اپنے ہاتھوں سے لکھی ہے' پھر اس کے بعد تمہارا جو بھی فیصلہ ہوگا' مجھے منظور ہوگا۔"

اس کی آنکھوں میں کرب کے ساتھ ساتھ سرخی بھی چھلک رہی تھی' تحریم کا دل مچل کر رہ گیا۔ تاہم اس سے پہلے کہ وہ اس سے کچھ کہتی وہ نرمی سے اس کا ہاتھ تھام کر اسے عمر کے کمرے میں لے آیا۔

"یہ دیکھو' کل رات یہیں لکھتے لکھتے چھوڑ گیا ہے وہ' صبح پڑھی ہے میں نے' اب تم پڑھ لو' پھر تمہارا جو بھی فیصلہ ہو مجھے سنا دینا' میں اپنے روم میں تمہارے فیصلے کا انتظار کر رہا ہوں۔" اسے ایک لفظ بھی کہنے کا موقع دیے بغیر وہ آہستگی سے اس کا ہاتھ چھوڑ کر کمرے سے نکل گیا۔ تحریم اس کے ہاتھ کی حدت سے اس کے بخار کی زیادتی کا اندازہ کر سکتی تھی۔ ابھی چند روز پہلے عمر خود بھی اسے کچھ بتانا چاہتا تھا' مگر کیا۔۔۔؟ یہی جاننے کے لیے وہ سیال بیگم کے ساتھ آئی تھی اور اب یہی جاننے کے لیے اس نے عمر کی ڈائری کے اوراق پلٹے تھے۔

"میں نہیں جانتا تحریم حسان کہ تمہاری روح کے ساتھ میرا کیا تعلق ہے' مجھے صرف اتنا پتا ہے کہ میرے لیے اس کائنات کی ہر شے کا حسن تمہارے دم

www.pkdigest.com

سے ہے" تم نہیں جانتیں کہ میں نے کب تمہیں دیکھا اور دل میں بسالیا' مگر خضر جانتا تھا' اس کے باوجود اس نے تم سے شادی کرلی' مجھ سے چھین لیا تمہیں۔ تم ہی بتاؤ' اگر میں تمہیں اس سے چھین رہا ہوں تو کیا یہ غلط ہے؟

میں تو اس سے اپنی چیز واپس لے رہا ہوں' تمہیں جب یہ سب پتا چلے گا تو دوسرے لوگوں کی طرح تمہیں بھی میں غلط لگوں گا' اپنے سگے بھائی کے ساتھ ظلم کرنے والا' مگر ظلم تو مجھ پر بھی ہوا ہے' پتا ہے' میں تمہیں بچپن سے پسند کرتا آرہا ہوں' اس وقت سے جب تم امبر کے ساتھ اسکول جایا کرتی تھیں۔ شاید تمہیں تو ہمیشہ گم سم رہنے والا وہ سادا سا لڑکا یاد بھی نہ ہو' صرف تمہارے لیے ہر سال کسی بھی موسم کی پروا کیے بغیر میں پاکستان کا چکر لگاتا رہا اور جب تمہیں پانے کا وقت آیا' تب میرے ہی سگے بھائی نے تمہیں مجھ سے چھین لیا۔

میری چپ' میری شرافت' میرا روگ بن گئی' تمہیں تو پتا بھی نہیں خضر سے تمہاری شادی نہ ہونے کے لیے میں نے کتنے جتن کیے' کیسے کیسے گھر والوں کے دلوں میں تمہارے خلاف زہر نہیں بھرا' مگر پھر بھی ناکام رہ گیا' جس روز خضر سے تمہارا نکاح تھا اس روز میں نے اپنا دایاں ہاتھ تیز چاقو سے کٹ لگا کر اسے شدید زخمی کرلیا تھا' رو رو کر میرا حال برا تھا اور یہ بات وہ امبر اسٹوپڈ جانتی تھی' مگر پھر بھی اس نے میرا ساتھ نہیں دیا۔

اب مجھے کسی کی پروا نہیں' تمہیں اپنا بنانے کے لیے اگر مجھے آگ کے دریا سے بھی کودنا پڑا تو کود جاؤں گا' اب تک تمہارے اور خضر کے بیچ بدگمانیاں بڑھانے کے لیے کیا نہیں کیا میں نے' اس کی اور لوسی کی غلط تصاویر بنائیں' اس نے تمہیں کال کی' گھر میں نے فون کا پلگ نکال دیا' جو اس نے نہیں کہا وہ تم سے کہا اور جو تم نے نہیں کہا وہ اس سے کہا' اب قسمت مجھ پر مہربان ہے' اپنا دل بسانے کے لیے کسی کا گھر اجاڑنا اب میرے لیے کوئی معنی نہیں رکھتا' کاش یہ سب میں تم سے روبرو شیئر کرسکوں تحریم۔ کاش۔"

اس نے صرف وہی آخری ایک صفحہ پڑھا تھا جو وہ کل رات لکھ گیا تھا اور جیسے سن ہو گئی تھی۔ کتنا برا کھیل کھیلا جارہا تھا اس کی زندگی کے ساتھ اور وہ بے خبر تھی۔

خضر نے صحیح کہا تھا' محبت کے تعلق میں اعتبار اور اعتماد کا قفل لگنا بہت ضروری ہوتا ہے' ورنہ کوئی بھی آپ کی ذات کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر آپ کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ عمر نے بھی جب اسے کمزور دیکھا تھا' تبھی شیشے میں اتارنا شروع کیا تھا۔ اگر اپنی حماقت کے ہاتھوں وہ اپنی ساری کشتیاں جلا کر بیٹھ جاتی تو کیا بعد میں حقیقت کھلنے پر کبھی خود کو معاف کرسکتی تھی؟ شاید کبھی نہیں۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

اس لمحے اسے عمر حیات سیال پر اتنا غصہ آرہا تھا کہ اگر وہ اس کے سامنے ہوتا تو جانے وہ کیا کر بیٹھتی وہ اپنے آنسو پونچھ بھی نہ پائی تھی کہ عمر آگیا۔ لاؤنج میں ہی شوخ سی دھن پر کچھ گنگناتا وہ بہت مسرور لگ رہا تھا' جب تحریم ایک جھٹکے سے اٹھی اور اس کے کمرے کی دہلیز پر چلی آئی۔ وہ اسے اپنے گھر میں اپنے سامنے دیکھ کر ٹھٹک گیا تھا۔

"تحریم۔ آپ یہاں۔؟" مسکراہٹ فوراً سنجیدگی میں ڈھل گئی تھی' تبھی وہ آگے بڑھی اور ایک زبردست طمانچہ اس کے گال پر جڑ دیا۔

"مر گئی تحریم' آج کے بعد اس کا نام بھی تمہاری زبان پر آیا تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی' کاش مجھے تمہاری نیت کے فتور اور گھٹیا ارادوں کا پتا ہوتا تو کبھی تمہیں اپنا ہمدرد جان کر یوں اپنے دل کو خود اپنے ہاتھوں سولی پر نہ لٹکاتی' گھٹیا ہو تم' بجائے میرے اور خضر کے فاصلے کم کرنے کے تم نے ان فاصلوں کو اتنا بڑھادیا کہ ہم دونوں ایک دوسرے کو اپنی اپنی صفائی دینے سے بھی رہ گئے' لعنت ہو ایسی محبت پر' جس میں صرف اپنی خوشیوں سے غرض رکھی جائے۔" بھرائے لہجے میں رو کر کہتی وہ اسے لمحوں میں زمین چٹاگئی تھی۔

سارے ارادے' سارے خواب فقط چند گھڑیوں میں مٹی میں مل گئے۔ دکھ بھری حیران نگاہوں سے وہ اسے یہ سب بولتے ہوئے یوں دیکھ رہا تھا گویا ایک مرتبہ پھر اپنی زندگی کی سب سے بڑی بازی ہار گیا ہو۔

خضر اسے عمر کے ساتھ الجھتے سن کر اپنے کمرے سے نکل آیا۔ نگاہوں سے کچھ ہی قدموں کے فاصلے پر کھڑی وہ رو رہی تھی۔

"تم نے میری سادگی سے فائدہ اٹھایا' مجھے میرے ہی محبوب شوہر کے خلاف بدظن کیا' اپنی آخرت کو بھول کر خود غلط تصاویر بنائیں' عانیہ کو اپنے ساتھ ملایا' کیوں۔۔؟ صرف مجھے حاصل کرنے کے لیے؟ تمہیں کیا لگا تھا' خضر سے الگ ہو کر کیا میں اسی گھر میں تمہارے ساتھ کوئی نیا تعلق جوڑنے پر رضامند ہو جاؤں گی' جسے سوچے بغیر' اپنی ہر سانس مجھے بوجھل لگتی ہے' اسی کی آنکھوں کے سامنے' تمہاری ہو کر رہوں گی' نہیں۔۔۔ تحریم اگر محبت کرنا نہیں جانتی تو اسے محبت کی توہین کرنا بھی نہیں آتی' میں مر سکتی ہوں' مگر دوبارہ اپنا دل کسی اور سے بھی نہیں لگا سکتی' سنا تم نے۔" بھرائے لہجے اور آنسوؤں سے بھیگے چہرے کے ساتھ' نفرت سے اس کی طرف دیکھتی' وہ اپنے دل میں اس کا مقام واضح کرگئی تھی۔ مسز سیال نماز کی ادائیگی کے بعد اب بالکل خاموش کھڑی اسے عمر سے بگڑتے دیکھ رہی تھیں' جو اپنا سارا منصوبہ فیل ہو جانے کے بعد اب سر جھکائے کھڑا تھا۔ تبھی خضر ست روی سے سیڑھیاں اتر کر تحریم کے قریب آکھڑا ہوا۔

"بس کرو تحریم' کسی انسان کو اس کا صحیح مقام دکھانے کے لیے اتنی باتیں بہت ہیں۔" اس کا لہجہ پُرنم تھا۔ تحریم نے ہاتھ کی پشت سے اپنے آنسو پونچھ ڈالے۔

"ایم سوری خضر' رئیلی ویری سوری' میں نے آپ پر غلط شک کیا' میرے کمزور یقین کی وجہ سے اس شخص کو مجھے مس گائیڈ کرنے کی راہ ملی' کاش میں پہلے ہی ساری بات آپ سے کلیئر کرلیتی تو نوبت یہاں تک آتی ہی نہیں' میں بھول گئی تھی جن کو دل سے چاہا جاتا ہے ان سے پھر کوئی غرض مشروط نہیں رکھی جاتی' میں بہک گئی تھی' شک کے بھیانک طوفان نے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت چھین لی تھی مجھ سے۔"

وہ آنسو بھی ضبط کررہی تھی اور اپنی پوزیشن بھی صاف کررہی تھی۔ خضر نے آہستہ سے اثبات میں سر ہلا کر اسے مزید بولنے سے روک دیا۔ عمر ابھی تک وہیں کھڑا تھا۔ وہ ایک سرسری سی نگاہ اس پر ڈال کر تحریم کا ہاتھ تھام گیا۔

"چلو۔ باقی باتیں کمرے میں کرلیں گے۔" مسز سیال پلٹ چکی تھیں۔ انہوں نے جیسا سوچا اور چاہا تھا' ویسے ہی ہو گیا تھا۔ وہ زندگی بھر کی پشیمانیوں سے بچ گئی تھیں' لہٰذا اطمینان سے اپنے کمرے میں پلٹ گئیں' جبکہ خضر کے ہاتھ کا دباؤ تحریم کے ہاتھ پر بڑھا تھا۔ اس کی محبت پر آزمائش کا وقت ٹل چکا تھا اور اب اسے تحریم پر واجب اپنے سارے حساب بڑی بے باکی سے صاف کرنے تھے۔

رضیہ جمیل کے شاہکار افسانے
"بدریا برس گئی اُس پار"
شائع ہو گیا ہے' خوبصورت گیٹ اپ
بہنوں کے لیے خوبصورت تحفہ
قیمت -/200 روپے
"درد کے فاصلے"
قیمت -/400 روپے
"آج گگن پر چاند نہیں"
قیمت -/200 روپے
منگوانے کا پتہ
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37۔ اردو بازار' کراچی

www.pkdigest.com